REGD No 67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۱۲ — شمارہ ۳۵

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب: فیض احمد گجراتی

شرح چندہ: سالانہ ۔/۷ روپے، ششماہی ۴/۔، ممالک غیر ۔/۸
فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے

۵ ربوک ۱۳۴۲ ھش | ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۸۲ ھ | ۱۳ ستمبر ۱۹۶۳ء

اخبار احمدیہ

ربوہ ۔ ۳ستمبر (بوقت نو بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ
کل دن بھر حضور کی طبیعت اچھی رہی۔ ڈاکٹر ذکی حسن صاحب کراچی سے تشریف لائے انہوں نے حضور کا معائنہ کیا اور نئی دوا تجویز کی۔ شروع رات کچھ بے چینی رہی لیکن پھر نیند آگئی اس وقت طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔

احباب جماعت حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے خصوصی دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو صحت و شفا بخشے آمین۔

قادیان ۔ ۳ستمبر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی شدید علالت کی اطلاع ملنے پر کل ڈیڑھ بجے حضرت بیگم صاحبہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اپنی چھوٹی صاحبزادی کے چند روز کے لئے پاکستان تشریف لے گئیں۔ محترم صاحبزادہ صاحب مع بردو بڑی صاحبزادیوں کے بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

جماعت احمدیہ کو ایک عظیم صدمہ

قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔ کا لاہور میں سانحہ ارتحال

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

قادیان ۳ستمبر۔ رنجیدہ دل پرنم آنکھوں اور کانپتے ہاتھوں کے ساتھ احباب جماعت تک یہ اندوہناک اطلاع پہنچائی جاتی ہے کہ قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ ۲ستمبر کی درمیانی رات پونے تین بجے لاہور میں جماعت کے ہزاروں اور لاکھوں افراد کو رنجیدہ چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی کے پاس جا پہنچے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی وفات کو جماعت کے لئے ایک عظیم ابتلاء اور صدمہ قرار دیا گیا ہے۔ اگرچہ آپ کی خبر کی صحت پر شک گزرتا ہے مگر رضا بالقضاء کے طور پر خدائی فیصلہ کے سامنے سب کو سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

قادیان میں یہ اطلاع ربوہ سے چار بجے بوقت سحر بذریعہ فون موصول ہوئی اور بتایا گیا کہ آپ کا جسد مبارک لاہور سے ربوہ لے جایا جا کر آج پانچ بجے شام نماز جنازہ ادا کی جا رہی ہے۔ کل صدر انجمن احمدیہ قادیان کے دفتر میں یہ المناک اطلاع پہنچی۔ ہر سننے والے کو سخت صدمہ پہنچا۔ احمدیہ محلہ میں غم و اندوہ کی لہر دوڑ گئی۔ ہر سننے والے کو سخت صدمہ پہنچا۔ اور احباب جماعت نے نماز فجر کے لئے مسجد مبارک میں نماز فجر کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے مقامی احباب کو اس جانکاہ خبر کی تفصیل بتاتے ہوئے ایسے ہی لمحات میں صبر کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑنے اور صبر و رضا کا اعلیٰ نمونہ دکھانے کی تلقین فرمائی۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کا متبرک وجود جن کے نام کے ذکر سے ہی کل تک ساری جماعت دلی تمناؤں کے مطابق مد ظلہ العالی کے الفاظ ... خدائی مشیت اور فیصلہ پر سر تسلیم خم کرتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کہنے پر مجبور ہے۔ اپنے پرشفقت ذاتی حسن سلوک انتظامی و ذہنی امور میں اعلیٰ دماغی قابلیت۔ اصابت رائے، تفقہ فی الدین، تبحر علمی اور اعلیٰ درجہ کے عملی نمونہ کے باعث جماعت میں ایک نہایت ہی بلند مقام حاصل تھا۔ اپنی شفیق و مہربان اور محبوب شخصیت کے سبب جماعت کا ہر فرد یوں محسوس کرتا گویا جو گہرا تعلق حضرت ممدوح کو اس سے ہے وہ اور کسی سے نہیں اور آپ کا جو مشفقانہ سلوک مجھ سے ہے شاید اور کسی سے اس قدر گہرا نہ ہوگا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے لئے آپ ہمیشہ ایک مضبوط بازو بہترین معاون اور صائب الرائے مشیر رہے۔ حتیٰ کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صاحب طویل علالت کے دوران جماعت کی بے شمار اہم ذمہ داریوں کا بوجھ بڑی جوانمردی سے برداشت کیا۔ اور خرابی صحت کے باوجود جماعتی کاموں کو ہمیشہ پیش نظر رکھا اور ہر قدم پر جماعت کی راہنمائی فرماتے ہوئے محبوب امام ہمام کے بوجھ کو ہلکا کیا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے سانحہ ارتحال کا حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی کمزور صحت پر اثر پڑنا لازمی ہے۔ اس لئے احباب جماعت حضور کی صحت کیلئے خصوصیت سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے عزیز بھائی کی وفات کے صدمہ کو برداشت کرنے کی خاص طاقت بخشے اور حضور کے زخمی دل پر اپنے فضل کا پھایا رکھے اور حضور کو جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد اور مطہر پاک ذریت میں سے تھے۔ آپ کی ولادت سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود کو ان الفاظ بذریعہ الہام بشارت دی گئی۔

یَاتِیْ قَمَرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَمْرُکَ یَتَأَتّٰی یَسُرُّ اللّٰہُ وَجْھَکَ وَ یُنِیْرُ بُرْھَانَکَ سَیُوْلَدُ لَکَ الْوَلَدُ وَیُدْنٰی مِنْکَ

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے رتن آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ بہ وپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان —— مورخہ ۵ر ستمبر ۱۹۶۲ء

اپنے گھروں میں دینیات کی تعلیم

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ ہر بچہ اپنے ماحول سے بہت زیادہ اثر قبول کرتا ہے اخلاق و عادات۔ بول چال اور زبان و محاورات میں اپنے والدین گلی محلہ کے افراد اور اساتذہ سے بہت کچھ سیکھتا ہے۔ اس لئے اسلام نے بچہ کی پیدائش ہی سے اس امر کا لحاظ رکھا ہے۔ چنانچہ پیدا ہوتے ہی بچہ کے کان میں اذان اور اقامت کہنے کا حکم دیا ہے۔ اور بچہ جوں جوں بڑا ہو والدین رشتہ داروں کو تاکید کی گئی ہے کہ اس کے سامنے اچھے اخلاق کا مظاہرہ کریں۔ بڑی محبت سے بچا تین سات سال کا ہو نماز کی تلقین کریں۔ دس سال کا ہو تو سختی سے نماز کا پابند بنائیں وغیرہ وغیرہ یہ سب زریں ہدایات اسی غرض سے ہیں تاکہ نئی پود کی پرورش کے لئے بہتر سے بہتر ماحول بنا رہے۔ اور اس کے اندر ایسے دینی رجحانات راسخ ہوں جو آئندہ عمر کے لئے بطور بنیاد کے کام دیں اور اس میں بدیوں کے اثرات کا مقابلہ کرنے کی قوت پیدا کریں۔ اس اہم تربیتی نکتہ کی طرف سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ دلاتے ہوئے فرمایا ہے کہ ہر بچہ صحیح فطرت اسلامی لے کر اس دنیا میں آتا ہے یعنی اس کی فطرت میں اسلام کے سیدھے سادے بہترین اصولوں کو قبول کرنے کی استعداد بدرجہ اتم موجود ہوتی ہے۔ لیکن جونہی بڑا ہوتا ہے تو ماحول کے اثرات سے متاثر ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ یہ اس کے والدین ہی ہو سکتے ہیں جو اسے یہودی یا عیسائی اور مجوسی خیالات کا دلدادہ بنا دیتے ہیں

پس احمدی مسلمان والدین کی اپنی اولاد کے بارہ میں بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ جس کا ہر گھر میں پورے طور پر احساس ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اگر ہم گھروں میں اپنے نونہال کی صحیح دیکھ بھال سے کوتاہی کرتے ہیں۔ تو دینی لحاظ سے اس کے مستقبل کے متعلق کبھی بھی مطمئن نہیں رہ سکتے۔ بالخصوص جبکہ اس وقت مادی ماحول میں تیزی سے ترقی پا رہی دنیا گوناگوں انقلابات سے گذر رہی ہے۔ صنعت و حرفت میں ملک کا تیزی سے آگے بڑھنا اگر ملک کی خوشحالی کا روشن پہلو رکھتا ہے تو اخلاقی انحطاط اور روحانی قدروں کی تنزلی کے تاریک پہلو کی بھی خبر دیتا ہے۔ یہ تجربہ شدہ بات ہے کہ جس ملک میں بھی صنعتی انقلاب آیا اس کا لازمی اثر اس کی متوارث روحانی قدروں پر پڑا۔ یورپ میں اس کا مشاہدہ ایک دلخراش تصویر ہے اور آج کا ترقی یافتہ یورپ و امریکہ اندرونی اندر اس خلاء کو بُری طرح محسوس بھی کر رہا ہے

بہرحال یہ تو ممکن نہیں کہ اور نہ ہی مناسب بھی ہے کہ ملک کو صنعتی اعتبار سے ترقی یافتہ ملکوں کے پہلو بہ پہلو لے جانے کی کوشش نہ کی جائے کیونکہ آج کی دنیا میں ایسا کرنا ناگزیر ہے۔ اگر ہم دنیا میں زندہ رہنا چاہتے ہیں تو دنیا کے بدلے ہوئے حالات کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی چلنا ہوگا۔ البتہ ایک مومن کو دنیا کے بدلے ہوئے مخالفانہ حالات کا مقابلہ ضرور کرنا چاہیئے تاکہ یہ ملک میں لابُدی ہمارے انقلاب کے نتیجہ میں جو بُرے اثرات مترتب ہونے والے ہیں ان سے اجتناب ہو سکے۔ اور ہر مومن کا قدم دینی لحاظ سے اس کی اصل مقصود کی طرف بڑھے جو رضاء الٰہی کا حصول اور تخلق باخلاق اللہ کا پابند ہونا یعنی ایسے اخلاق کا قیام ہے جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے خاص بندگان کے ذریعہ بطور نمونہ رائج فرمایا ہے۔

آزاد ہندوستان میں اس وقت سیکولر نظام حکومت قائم ہے۔ جس کا ایک مطلب جہاں یہ بھی ہے کہ ایسے نظام حکومت کے تحت ہر مذہب کو زندہ رہنے اور نشو و نما پانے بڑھنے پھولنے پھلنے کی پوری آزادی ہے تو ساتھ ہی یہ مطلب بھی ہے کہ حکومتی سطح پر اس نظام کا کسی خاص مذہب سے تعلق نہ ہوگا بایں ہمہ سکولوں میں جو نصاب پڑھایا جاتا ہے چونکہ اس کے مرتبین ایسے ہوتے ہیں جن کا تعلق مذہبی لحاظ سے ملک کی اکثریت کے ساتھ ہے اس لئے ان کے مذہبی خیالات کا انعکاس ان کی تیار کردہ کتب میں لازمی اور لابدی ہے اور ایسی کتابوں کے مطالعہ سے بچوں کے سادہ ذہنوں پر اکثریت کے مذہبی خیالات کی چھاپ کا ثبت ہو جانا کچھ بعید نہیں۔ یہ وہ عظیم عقدہ ہے جو ہندوستانی مسلمانوں کی نئی پود کے سامنے ایک اہم مسئلہ —— کے رنگ میں اُبھر رہا ہے اور ہم احمدی بھی اس سے بچ نہیں سکتے۔

حکومت کی طرف سے تیار کردہ درسی کتب میں بہرحال ایسے ہی اسباق ہونگے جو حکومت کی مشینری کو چلانے والوں کو اپیل کریں یا حالات حاضرہ کے مطابق انہیں دنیوی فلاح و بہبود کے لئے ضروری اور لابدی نظر آئیں۔ ان سے اخلاقیات یا روحانیات کے درس و تدریس کی توقع رکھنا لاحاصل ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے ہماری طرح ہی مسلمان اور مذہب کے شیدائی ہوں اور مذہب کے ساتھ دین کو بھی سمجھنے والے ہوں تو

سب سے پہلے ہر شخص کو اس بات کا بڑی شدت سے احساس ہونا چاہیئے اور اس کے لئے کچھ عملی اقدام کے لئے بھی حرکت میں آنا چاہیئے۔ اس بارہ میں سستی کے عواقب پر بڑی بیدار مغزی سے نگاہ کرنی چاہیئے۔ اگر ہم اپنی سستی اور سہل انگاری سے اپنی اولادوں کو دینیات سے بے بہرہ رکھتے ہیں اور ان کے لئے واجبی حد تک دینیات کی تعلیم کا بندوبست نہیں کرتے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے ہاتھوں ان کو بے دین بناتے اور خدا کے رستے سے ہٹا کر شیطان کے رستے پر لگاتے ہیں۔ وہ معصوم بچہ جس کے دماغ اور ذہن کی تختی بالکل صاف ہے۔ اگر آپ اس کے لئے دینی باتوں کے حاصل کرنے کا ماحول پیدا نہیں کرتے تو سیکھنے اور جستجو کرنے والا ذہن ایسی راہوں کو تلاش کرے گا جس کی طرف اس وقت کی بگڑی ہوئی دنیا تیزی سے بھاگی جا رہی ہے ——!!

ماسوا اس کے اپنے بچے کو دین کا کاربند بنانے اور آپ کی طرح دین کا خادم بنانے رکھنے میں خود آپ کو بھی خاص جد و جہد کی ضرورت ہے۔ یہ کوئی آسان کام نہیں کیونکہ اس وقت دین سے توجہ دوسری طرف پھیر دینے کے صدہا قسم کے ظاہر و باطن ذرائع پوری طاقت کے ساتھ کارفرما ہیں جن سے اگر آپ نا بچانا بھی چاہیں تو آسانی کے ساتھ ایسا کر لینا ممکن نہیں۔

صرف سکولوں اور کالجوں میں پڑھائی جانے والی کتابیں یا معلمین کے خیالات و نظریات ہی آپ کے بچے کو دینی رجحانات سے برگشتہ کرنے والے نہیں بلکہ آپ کے گلی محلہ میں صدہا قسم کے دیگر سامان رائی آزادی سے سرگرم عمل ہیں غور تو کیجئے نقل و حرکت سیر و تفریح کے وہ کیسے سامان ہیں جن میں ایسی جگہیں کو مہیا نہیں مل رہی۔ گھر گھر میں ریڈیو سینما بینی کی کثرت اور فلمی دنیا کے ساتھ بڑھتی ہوئی رغبت اور کشش سے عام حالات میں آپ کا بچہ کس طرح محفوظ رہ سکتا ہے خوشنما دیدہ زیب مجلدات میں لپیٹا ہوا فحش اور لٹریچر ایک ناسمجھ بچہ لائبریریوں۔ مطالعہ گاہوں اور کتب فروشوں سے لے کر بڑے مزے سے گھر بیٹھے چپکے چپکے پڑھتا ہے کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اس سے آپ کا بچہ کچھ بھی اثر قبول نہ کرے گا؟ بلاشبہ مذہبی نقطۂ نگاہ سے یہ صورتِ حال کافی پریشان کن ہے مگر زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں بگڑی ہوئی دنیا کے سب بگاڑوں کا علاج آپ کے اپنے پاس موجود ہے۔ البتہ اس کے لئے خود آپ کو بھی کچھ نہ کچھ حرکت کرنا ہوگی۔ اور وہ اس طرح کہ آپ اپنے گھروں میں دینیات کی تعلیم کا بندوبست کریں۔ اب نہ تو حکومت کی طرف دیکھنے کا وقت ہے اور نہ محلہ یا شہر کی کسی تنظیم کے ایسے پروگراموں کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی اعلیٰ تنظیم اور ہمارے مقدس ناصح مشفق امام ہمام و اطال اللہ عمرہ کی طرف سے جاری کردہ اصول ہدایات کی روشنی میں آسانی کے ساتھ ممکن العمل ہے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے جملہ افراد مرد و زن بچوں بچیوں کی عمروں کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ ایسی تنظیمات مقرر فرما کر ہر ایک کے لئے ... (باقی صفحہ ۹ پر)

قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کا بہترواں سالانہ جلسہ

بتاریخ ۱۸، ۱۹، ۲۰ دسمبر ۱۹۶۲ء منعقد ہوگا

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

جملہ احباب جماعت ہائے احمدیہ کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال بھی جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کے لئے ۱۸، ۱۹، ۲۰ دسمبر ۱۹۶۲ء کی تاریخیں رکھی گئی ہیں تاکہ دوست کرسمس کی چھٹیوں اور کرسمس کے دنوں میں ریلوے کے رعایتی کرایہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ میں شریک ہو کر اس کی برکتوں سے فائدہ اُٹھا سکیں۔

لہٰذا جملہ احباب جماعت و عہدیداران اور مبلغین کی خدمت میں درخواست ہے کہ جمعہ میں اور دیگر جماعتی اجتماعوں کے موقعہ پر برابر یہ اعلان جلسہ سالانہ تک کر کے زیادہ سے زیادہ احباب جماعت و زیر تبلیغ دوستوں کو جلسہ میں شمولیت کی تحریک فرماتے رہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ دوست اس میں شامل ہو کر علمی اور روحانی فوائد اور برکات حاصل کر سکیں۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

خطبہ جمعہ

ایمان ایک عظیم الشان نعمت ہے ہمیشہ اس کی حفاظت کی فکر رکھو

کوشش کرو کہ تمہارا ایمان محض عقلی دلائل پر مبنی نہ ہو بلکہ تمہیں عرفان اور مشاہدہ کا مقام حاصل ہو جائے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

(۹ رجون ۱۹۲۳ء)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

جب کوئی شخص کام کرتا ہے تو اس کی حفاظت اور بقاء کے لئے بھی کچھ نہ کچھ تدبیر کرتا ہے۔ ایک درخت لگانے والا اس کے گرد باڑ لگاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس باڑ کی وجہ سے جانور اس میں منہ نہیں ڈالیں گے اور اس کے نرم پتے نہیں کھائیں گے کبھی اس کے گرد اینٹوں کی دیوار بناتا ہے جبکہ سمجھتا ہے کہ درخت قیمتی ہے اور اس کے متعلق خطرہ برداشت نہیں کیا جا سکتا کبھی زیادہ محنت اور صرف برداشت کرتا ہے اور اس درخت کی حفاظت کے لئے آدمی مقرر کرتا ہے جو شب و روز اس کی دیکھ بھال میں مصروف رہتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کوئی جانور اس کو نقصان نہ پہنچائے کوئی اس کے پھل نہ کھا جائے کوئی کیڑا مکوڑا یا کوئی پرندہ کی جڑوں یا شاخوں یا پھل کو خراب نہ کرے کیڑوں مکوڑوں کا علاج کرتا اور پرندوں کو نقصان کرنے سے روکتا ہے آندھی سے بچانے کے لئے درخت کے نیچے ایسی روکیں لگاتا ہے جن کے باعث درخت ٹوٹتا نہیں۔ غرضیکہ

جتنا درخت قیمتی ہوتا ہے

اُتنی ہی اس کی حفاظت کرتا ہے اسی طرح کھیت کی حفاظت کی جاتی ہے۔ بارش بعض اوقات مفید ہوتی ہے بعض اوقات مضر۔ اگر مفید ہو تو پانی کو روکنے کے لئے کھیت کے ارد گرد منڈیر بناتا ہے تاکہ پانی کھیت کے اندر جمع رہے اور اس سے کھیت کو نشو و نما ہو اور کبھی بارش کا پانی مضر ہوتا ہے اس وقت اس کو کھیت کے اندر نہیں رہنے دیتا بلکہ اس کو نکالنے کے لئے منڈیر توڑ دیتا ہے۔ پھر باڑیں لگاتا ہے کہ جانور داخل ہو کر کھیت کو برباد نہ کریں اور لوگ راستہ نہ بنائیں۔ اور جب کھیتی پک جاتی ہے تو کوے وغیرہ جانوروں سے حفاظت کے لئے کھیتوں کے درمیان جھونپڑی بنا کر بیٹھتا ہے یا پہاڑوں پر کسی کے کھیت کی ریچھ سے حفاظت کے لئے رات دن زمیندار مصروف رہتے ہیں۔ اسی طرح ایک شخص دوکان کرتا ہے اور اس میں مال ڈالتا ہے تو اس مال کی حفاظت کرتا ہے اور محض دکان میں مال بھر دینے سے خوش نہیں ہوتا۔ نیا مکان بناتا ہے تو اس کی حفاظت کی فکر رکھتا ہے۔ غرض ایک درخت لگانے والا اپنے درخت کی، زمیندار اپنے کھیت کی، دکاندار اپنی دکان کی، مکان تعمیر کرنے والا اپنے مکان کی اور اس کے فرنیچر کی حفاظت کرتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر میں اس کی حفاظت نہیں کروں گا تو میرا لاکھوں روپیہ تباہ ہو جائے گا۔ اور دکاندار خیال کرتا ہے کہ اگر میں اپنی دکان کی حفاظت نہیں کروں گا تو میرے ہزاروں روپیہ برباد ہو جائیں گے۔ کیونکہ نقصان پہنچانے والے اپنا کام کرتے رہتے ہیں اور ہر چیز کو کسی طریق سے نقصان پہنچاتے ہیں۔

مثلاً بعض لوگوں کو بگاڑنے کی عادت ہوتی ہے اور اس میں ان کا کوئی ذاتی فائدہ نہیں ہوتا۔ مثلاً

ہمارا یہ منارہ ہے

اس کے اندر اور باہر لکیریں کھینچ دی گئی ہیں حالانکہ لکیریں کھینچنے والوں کا اس میں کوئی فائدہ نہیں تھا مگر منارے کی خوبصورتی میں اس سے فرق آگیا ہے۔ اور بیس تیس ہزار روپیہ جو اس پر خرچ ہوا ہے اس میں سے ایک معقول رقم اس کے خوبصورت بنانے میں بھی صرف کی گئی ہے۔ مگر ایسے لوگ جب دیکھتے ہیں کہ کوئی محافظ نہیں ہے تو یونہی لکیریں کھینچتے حتیٰ کہ پلستر بھی کھرچنے لگ جاتے ہیں۔ بعض لوگ عداوت سے دوسرے کو نقصان پہنچاتے ہیں خواہ اس میں ان کا کوئی فائدہ نہ ہو۔ مثلاً کھیت پک جاتا ہے۔ زمیندار تمام فصل کو ایک جگہ جمع کرتا ہے اور بہت خوش ہوتا ہے مگر ایک بد طینت شخص آتا ہے اور اس کے کھلیان میں آگ لگا دیتا ہے۔ اگر جل جائے تو کچھ بھی باقی نہیں رہتا اور اگر بچ جائے تو بھی زیادہ حصہ کسی کام کا نہیں ہوتا۔ تو بہت سے لوگ عداوت یا عادت کے طور پر دوسرے کی چیز کو خراب کرتے ہیں اور اس میں ان کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ بہت سی چیزوں کو بعض چیزوں سے نفرت ہوتی ہے۔ چیز والوں سے نفرت یا عداوت نہیں ہوتی۔ مثلاً ایک خاص قسم کے کیڑے ہو کپاس کو لگتے ہیں۔ ان کو ہرگز کپاس والوں سے عداوت نہیں ہوتی مگر کپاس کے پودے سے نفرت ہوتی ہے جہاں کپاس پیدا ہوگی وہ اس کو خراب کرنے کے درپے ہوں گے۔ پھر بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کو نہ تو کسی ایک چیز سے نہ اس کے مالک سے عداوت ہوتی ہے نہ نفرت مگر اتفاقی طور پر اس کو ان سے نقصان پہنچتا ہے۔ مثلاً ایک شخص اپنے دشمن کو اپنے پیچھے دوڑتے دیکھ کر اپنی جان کی حفاظت کے لئے دوڑتا ہے اور ایک کھیت میں سے گذرتا ہے گو نہ اس کی نیت ہے نہ ارادہ کہ اس کھیت کو نقصان پہنچے مگر نقصان ضرور پہنچ جاتا ہے۔ پھر بعض دفعہ کوئی شخص کسی کو نقصان پہنچانے کے خیال سے نہیں بلکہ اپنے فائدے کے لئے ایک کام کرتا ہے مگر دوسرے کو اتنا ہی نقصان پہنچ جاتا ہے جتنا اس کو فائدہ۔ مثلاً چور چوری کرتا ہے اس کی نیت یہ نہیں ہوتی کہ گھر والے کو نقصان پہنچائے اس کو

صرف اپنی ذات کو

فائدہ پہنچانا مقصود ہے لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں اس کو فائدہ پہنچنے کے ساتھ گھر والوں کو نقصان ضرور پہنچ جاتا ہے۔ تو بعض عداوت سے دوسرے کو نقصان پہنچاتے ہیں نہ کہ اپنے فائدے کے لئے جیسے کھلیان جلانے والے بعض نادانی سے نقصان پہنچاتے ہیں۔ جیسے کھیت میں دوڑنے والے بالکل جہالت سے نقصان پہنچاتے ہیں۔ جیسے وہ لوگ جو کسی درخت کے پتے دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور ان کو مسل دیتے ہیں ان کا اس میں نہ فائدہ ہے اور نہ درخت سے عداوت مگر وہ جانتے نہیں کہ ان کے اس فعل کا نتیجہ کیا ہوگا۔ بعض طبعی نفرت رکھنے کے باعث نقصان کرتے ہیں۔ جیسے کیڑے مکوڑے جو بعض چیزوں کو خراب کر دیتے ہیں۔

اس لئے عقلمندوں کا قاعدہ ہے کہ اپنی ہر ایک چیز کی حفاظت کرتے ہیں۔ مثلاً کبھی غفلت نہیں کرتے اور ہر ایک شخص سوائے مجنون کے اپنی چیز کی نگہداشت کرتا اور نقصان سے بچاتا ہے۔ ایک زمیندار کھیت میں بیج بونے سے لے کر غلہ گھر لے جانے تک حفاظت کرتا ہے۔ لیکن حیرت ہے کہ

ایمان کا بیج ایسا ہے

جس کو بو کر اکثر لوگ مطمئن ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی حفاظت کی پرواہ نہیں کرتے۔ ایک درخت لگاتے ہیں اس کی حفاظت کرتے ہیں، کھیت بوتے ہیں اس کی حفاظت کا سامان کرتے ہیں مکان بناتے ہیں اس کی نگرانی کرتے ہیں مگر ایمان کی کھیتی ہی ایسی ہے جس کی حفاظت نہیں کرتے حالانکہ اگر کھیتی تباہ ہو جائے۔ کسی کے تمام کھلیان جل کر راکھ ہو جائیں تو وہ کسی سے قرض لے کر گذارہ کر سکتا ہے۔ اور ایمان ایسی چیز ہے کہ کسی سے قرض نہیں ملتا۔ نہ کسی کا ایمان کسی دوسرے کے لئے کفایت کر سکتا ہے۔

حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے قبیلہ کے لوگوں کو جمع کیا۔ اور ان کو کہا کہ تم بتوں کی پرستش چھوڑ کر ایک خدا کی عبادت کرو۔ اور خدا کے رسول کو مانو۔ جو شخص خدا کی مخالفت کرتا ہے۔ میں اس کے لئے کفایت نہیں کر سکتا۔ اپنے بچوں کے لئے کفایت کر سکتا ہوں۔

حضرت نوح علیہ السلام

نبی تھے۔ مگر ان کا ایمان ان کے بیٹے کے لئے کافی نہ تھا۔ اور وہ اس کو بچا نہ سکے۔ حالانکہ ان کے لئے اور لوگ بچائے گئے۔ مگر بیٹے کو نہ بچایا گیا۔ اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام نبی تھے مگر آپ کا ایمان آپ کی بیوی کے کام نہ آیا۔

کھیتی کی لوگ حفاظت کرتے ہیں مکان کی حفاظت کرتے ہیں تجارت کی حفاظت کی جاتی ہے۔ مگر ایمان کا پودا ایسا ہے کہ اس کو بو کر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اور اس کی حفاظت کی فکر نہیں کی جاتی۔ بہت لوگ ہیں جو ایمان حاصل کرنے کی تو کوشش کرتے ہیں۔ لیکن جب ایمان حاصل ہو جائے تو اس کی حفاظت کی کوشش

نہیں کرتے۔ بلکہ اپنے آپ کو ایمان حاصل کرنے کے بعد محفوظ خیال کر لیتے ہیں۔ حالانکہ

نازک وقت یہی ہوتا ہے

جب ایمان حاصل ہو جائے۔ کیونکہ کئی دشمن پیدا ہو جاتے ہیں جو ایمان کے درپے ہوتے ہیں۔ کبھی شیطان ایمان پر حملہ کرتا ہے لیکن کوئی اپنے فائدے کے لئے اس کے ایمان کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ کبھی کچھ لوگ اپنی نادانی اور جہالت سے اس کے ایمان کے درپے ہوتے ہیں۔ مگر بہت ہیں جو ان حملوں سے غافل ہیں۔ اور نہیں سوچتے کہ متاعِ ایمان جب گم ہو جائے تو پھر اس کا ملنا مشکل ہوتا ہے۔

دیکھو خدا تعالیٰ نے جہاں

ایمان کے حصول کی دعا سکھائی ہے

وہاں اس کی حفاظت کی بھی دعا سکھائی ہے چنانچہ جہاں اھدنا الصراط المستقیم آیا ہے۔ وہاں یہ بھی ہے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ بہت لوگ ایمان حاصل کرتے ہیں۔ مگر اس کی حفاظت نہیں کرتے اور کافر مرتے ہیں ان کو جہاد فی سبیل اللہ صدقہ اور انفاق فی سبیل اللہ کا موقع ملتا ہے مگر جب مرتے ہیں تو خدا تعالیٰ کے دشمن ہو کے مرتے ہیں اور ایمان کو کھو کر دوزخ کے ادنیٰ طبقہ کی طرف لے جاتے جاتے ہیں کیونکہ چور کو چوری کی سزا دی جاتی ہے۔ لیکن اگر چوری کرنے والا پولیس مین ہو تو اس کی سزا بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اسی طرح باغیوں کے لئے سزا ہے۔ لیکن اگر کوئی سرکاری عہدیدار

بغاوت کا جرم

کرے تو اس کے لئے دوسروں کی نسبت زیادہ سزا ہے۔ اسی طرح اگر مومن کہلانے والا مومنوں کے کام نہیں کرتا تو وہ دوسرے کیونکہ وہ زیادہ خدا کی گرفت کے نیچے ہے باوجود پانچوں وقت متعدد بار ایمان کے حصول و حفاظت کی دعا کرنے کے افسوس ہے کہ بہت سے لوگ ہیں جو ایمان کی قدر نہیں کرتے بسا اوقات سالہا سال کی محنت کے بعد حقیقت ایمان سمجھتے ہیں۔ اور جب ایمان حاصل ہو جاتا ہے تو اس کی حفاظت نہیں کرتے حالانکہ بیج کی حفاظت زیادہ ضروری اس وقت ہوتی ہے جب وہ کونپل نکالتا ہے جب تک کونپل نہیں نکلی تھی اس کے لئے کوئی خطرہ نہیں تھا۔ کیونکہ اس کا وجود بھی کوئی نہیں تھا۔ اسی طرح جب انسان بہت سی تحقیقات کے بعد فیصلہ کرتا ہے گویا اس کا ایمان ایک کونپل نکالتا ہے۔ اس وقت طرح طرح کے دشمن اس کو پامال کرنا چاہتے ہیں۔ کبھی نفس اس کا دشمن ہو جاتا ہے کبھی

شیطان اپنی ازلی دشمنی سے

ایمان کے درخت کو تباہ

کرنا چاہتا ہے۔ بعض عداوت سے اس کو مٹانے ہیں۔ بعض نفرت سے۔ بعض جہالت سے اور بعض اپنے فائدے کے لئے اور بعض محض ناواقفی سے۔ یہ وقت ہوتا ہے کہ ایمان کی حفاظت کی جائے۔ مگر عام طور پر لوگ اس وقت کو نہیں سمجھتے۔

درحقیقت ایمان کی حفاظت کا وقت بھی ہوتا ہے کہ ان دلائل سے نکل کر عرفان کی حد پہنچتا ہے۔ جو شخص دلیل سے مانتا ہے وہ دلائل سے چھوڑ بھی دیتا ہے بیسیوں باتیں ایسی ہیں جو پہلے دلائل سے مانی جاتی تھیں مگر اب دلائل سے ہی رد کی جاتی ہیں۔

افلاک کے وجود کا مسئلہ

ایک وقت تھا کہ اس سے بڑے بڑے اہل مذاہب اس مسئلہ کی وجہ سے کانپتے تھے۔ اور بڑے بڑے مفسر اور علم کلام والے اس سے پیدا ہونے والے اعتراضات کے جوابات میں لگے رہتے تھے۔ لیکن آج سکول کا ایک بچہ بھی اس خیال کی لغویت پر ہنسے گا۔ اور اس کو بے وقوفوں کی بات کہے گا۔ اسی طرح آج بہت سی باتیں ہیں کہ عقل کی باتیں کہا جاتا ہے۔ ممکن ہے ایک وقت ان کو بے وقوفی کی باتیں اور غلط باتیں کہا جائے۔ اور عقل سے ہی ان کو رد کیا جائے۔

اس سے میرا یہ مطلب نہیں کہ دینی باتوں کو عقل سے نہ مانو بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ تم

اپنے ایمان کی بنیاد

محض دلائل عقلی پر مت رکھو۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ تم ایک بات کو دلیل سے مانو۔ اور دوسرے دن تم ایک ایسی دلیل سنو۔ جو تمہیں اس کے خلاف معلوم ہو تو تم اس کو چھوڑ دو۔ میرا یہ مطلب ہے کہ ایمان کی بنیاد دلائل سے گذر کر مشاہدہ پر ہونی چاہئے۔ اگر ایک شخص نے اپنی ذات کے متعلق دیکھا ہو اور وہ سینکڑوں بیسیوں آدمیوں کے لئے دیکھا ہو کہ ان کو ایک خاص قسم کے بخار میں کونین فائدہ دیتی ہے۔ اور اس کے استعمال کرنے سے بخار رک جاتا ہے۔ مگر بعض بخاروں میں فائدہ نہیں دیتی اس سے وہ کونین کے فائدے سے انکار نہیں کر دے گا۔ کیونکہ اس نے خود تجربہ کر کے اس کے فائدہ کا مشاہدہ کر لیا ہے اسی طرح اگر ایک شخص کا ایمان عرفان کے درجہ پہ ہو۔ تو اس کے لئے کوئی دلیل ایمان سے ہٹانے والی نہیں ہو سکتی۔

پس جس شخص کو

اللہ تعالیٰ کی معرفت

حاصل ہو۔ اور وہ کوئی مادی چیز نہیں کہ اس کو دیکھا جائے بلکہ اس کے فضل کا دل پر اثر ہو۔ اور دل اس کو محسوس کرے۔ وہ خدا کا ہو جائے اور خدا اس کا ہو جائے۔ اور اس کا نفس اس کے ماتحت ہو جائے تو اس کا ایمان تمام خطروں سے نکل جاتا ہے۔ اور کسی عزیز رشتہ دار کی جدائی اس کے ایمان کو متزلزل کرنے والی نہیں ہوتی۔

پس جب ایمان حاصل ہو جائے تو غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کا مقام بھی حاصل ہونا چاہئے۔ یعنی مشاہدہ کا مقام ہو۔ کہ وہاں سے کوئی دلیل کوئی تکلیف اس کو ہٹا نہ سکے۔ آگ دلیل سے مانی ہوئی ہو تو اس کا انکار ہو سکتا ہے لیکن اگر آگ میں ہاتھ ڈالا ہو۔ اور وہ جل گیا ہو۔ اس پر کھانا پکایا ہو۔ بجھائی ہو۔ تو بجھ کر کوئلے ہو گئے ہوں۔ اس قدر مشاہدات کے جمع ہو جانے سے آگ کا کیسے انکار ہو سکتا ہے۔ اس کے مقابل میں کتنے ہی دلائل ہوں۔ مگر ایسا مشاہدہ کرنے والا آگ کے وجود کا اور اس کی تاثیر کا منکر نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح جب ایمان مشاہدہ کے درجہ تک پہنچ جاتے۔ تو پھر اس کو مال و دولت علم اور عزت رشتہ داری اور دوسرے ہر ایک قسم کے تعلقات دین سے نہیں ہٹا سکتے۔ وہ محفوظ ہو جاتا ہے۔ جیسا بچہ ماں کی گود میں ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ

اِھدنا الصّراط المستقیم

پر ہی کفایت نہ ہو۔ بلکہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پر بھی عمل ہو یعنی ایمان کی حفاظت کی جائے۔ کوئی عقلمند پسند نہیں کرے گا کہ بڑی جد و جہد اور سخت تکلیف کے ساتھ موتی نکالے اور نکال کر کتے کے آگے ڈال دے۔ اگر کوئی ایسا کرے تو وہ بے وقوف ہوگا۔ تم نے ہر ایک قسم کے اعتراض سنے اور ان سب کو طے کر کے حق کو قبول کیا۔ اور ایمان پایا۔ اب ایمان کو دشمنوں کے آگے مت پڑا رہنے دو۔ تا ایسا نہ ہو کہ تباہ ہو جائے۔ اور تمہاری مثال اس عورت کی سی نہ ہو جس کے متعلق آیا ہے

التی نقضت غزلھا

جو سوت کات کات کر ضائع کر دیتی تھی۔

پس جب تم نے ایمان حاصل کیا ہے تو اس کی

حفاظت کی فکر

بھی کرو۔ اور ہر ایک مخالف اثر سے بچاؤ۔ مشاہدہ کا مقام حاصل کرو۔ جس کے بعد کوئی خطرہ نہیں رہتا۔

ولادت

مورخہ ۲۸ر ۳/۴ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے خاکسار کو لڑکا عطا فرمایا ہے احباب کرام نومولود کے لئے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اس کو لمبی عمر عطا فرماوے اور دین کا سچا خادم بنائے۔ آمین۔

طالب دعا خاکسار محسن خاں احمد بہ سیکرٹری سلسلہ ازکیرنگ

درخواستہائے دعا

(۱) خاکسار کی اہلیہ محترمہ گذشتہ وسط جولائی سے تشویشناک طور پر بیمار چلی آ رہی ہیں درمیان میں حالت کچھ سنبھل گئی تھی مگر اب دوبارہ خراب ہو گئی ہے۔ خاندان حضرت مسیح موعودؑ بزرگان سلسلہ اور درویشان کی خدمات میں درد مندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامل و عاجل شفایابی عطا فرما کر کام والی زندگی عطا فرمادے آمین ثم آمین۔

خاکسار سید غلام احمد احمدی عفا عنہ آڈیٹر جماعت احمدیہ مونگھیر ٹاؤن ٹک

(۲) میرا بیٹا عبد المومن پچھلے چند ماہ سے اسہال کی تکلیف سے سخت کمزور ہو رہا ہے علاج سے عارضی افاقہ ہو جاتا ہے۔ لیکن تکلیف پھر ہو جاتی ہے۔ نتیجۃً اس کی صحت جو بہت اچھی تھی بتدریج گر رہی ہے۔ تمام احباب جماعت سے عزیز کی مکمل صحتیابی اور خاکسار کی دینی و دنیوی بہتری کے لئے حضرات صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دعا فرمائیں۔ نیز بورڈ میں بھی مزار مسیح موعود۔ درویشان عظام اور دیگر بزرگان سلسلہ دعا فرماویں۔ عبد المومن کی پیدائش بزرگان سلسلہ کی نیک دعاؤں کا صدقہ ہے اور اس کا نام بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہی تجویز فرمایا ہے اور اب چودہ ماہ کا ہے۔

خاکسار عبد السلام ٹاک از سرینگر کشمیر

(۳) احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کو رو میں ایک مخلص احمدی جماعت قائم فرما دے اور خاکسار کو قادیان کی زیارت اور مقبرہ بہشتی میں آخری آرامگاہ نصیب ہو۔ نیز عاجز کا اکلوتا لڑکا جس کا حضور ایدہ اللہ نے ظفر اللہ نام رکھا تھا اس وقت جامعہ احمدیہ ربوہ میں زیر تعلیم ہے اس کے تعلیمی اخراجات کا اپنی جناب سے بہتر سامان پیدا فرمائے اس کی عمر دراز کرے اور خادم دین بنائے اور میری دلی خواہش ہے کہ میں اپنی آنکھوں سے اسے دین کی بہتر خدمت بجا لاتے دیکھوں۔

خاکسار میاں عطاء اللہ احمدی از شتاب گڑھ نزد ملتان (پاکستان)

شذرات

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن ۔ بمبئی

بمبئی کی علامتی ہڑتال

۲۰ر اگست کو بمبئی کے مزدوروں نے مہنگائی اور لازمی بچت اسکیم کے خلاف ۲۴ گھنٹوں کی ایک علامتی ہڑتال کی ۔ اس میں لگ بھگ آٹھ لاکھ مزدوروں نے حصہ لیا ۔ ابھی تک اس کے جو نتائج شائع ہوئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ایک روزہ ہڑتال سے ٹیکسٹائل مل والوں کا چار کروڑ روپے کا اور مزدوروں کا ۴۵ لاکھ روپے کا نقصان ہوا ۔ ملوں میں کام کرنے والوں کے ۴۵ لاکھ گھنٹے ضائع ہوئے ۔

اس اسٹرائک کا جتنے وسیع پیمانہ پر پروپیگنڈا کیا گیا تھا ۔ اس سے بمبئی کے تمام شہری کچھ خوف زدہ تھے ۔ مگر جب ۲۰ر اگست آیا تو خوف کا احساس بہت کم ہو گیا ۔ اس کی ایک وجہ یہ ہوئی کہ پورے بمبئی عظمیٰ میں مسٹر مجید اللہ پولیس کمشنر کی طرف سے امن و حفاظت کے لئے پولیس کا ایک زبردست داخلی انتظام کیا گیا تھا جس کی بمبئی کی تاریخ میں نظیر نہیں ملتی ۔ یونین کے اکثر لیڈر اور شہر کے غنڈے جو ایسے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہیں پہلے ہی گرفتار کئے جا چکے تھے ۔ پولہ سے گریٹر بمبئی میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی تھی جس پر پولیس نہایت سختی سے عمل کر رہی تھی ۔ اور واقعی اس احتیاطی تدبیر کا فائدہ یہ ہوا کہ اتنے بڑے اسٹرائک میں بھی بھنڈی بازار میں ایک بس کے جلائے جانے کے علاوہ اور کوئی قابل ذکر ناگوار واقعہ نہیں ہوا ۔

اس ہڑتال سے بمبئی جیسا بارونق شہر کس قدر متاثر ہوا ۔ اس کا اندازہ کرنے کے لئے ان باتوں کا خیال رکھئے کہ بمبئی کی رونق کا انحصار دکانوں، ہوٹلوں ۔ بنکوں ۔ انشورنس کمپنیوں ۔ سیر گاہوں ۔ کارخانوں ۔ تعلیم گاہوں اور ہزاروں سرکاری و غیر سرکاری محکموں اور اداروں پر ہے ۔ بمبئی کی یہ تمام چیزیں اپنے اندر ایک نرالی شان رکھتی ہیں ۔

پھر بمبئی کی اندرونی آبادی کو ادھر ادھر منتقل کرنے کے لئے بیسٹ انڈرٹیکنگ کی ۱۲ سو ۵۰ بسیں جن میں اکثر دو منزلہ ہیں روزانہ اٹھارہ گھنٹے سڑکوں پر دوڑتی رہتی ہیں اس کے علاوہ سات ہزار ٹیکسیاں ۔ ڈھائی سو ٹرام (وکٹوریہ) اور سنٹرل و ویسٹرن ریلوے کی لوکل ٹرینوں کی تین لائنیں جن پر روزانہ لگ بھگ پانچ سو ٹرینیں آتی اور جاتی ہیں ۔ پرائیویٹ کاریں ان کے علاوہ ہیں جن کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہے ۔ ٹرک اور لاریاں بھی بیس ہزار کے لگ بھگ ہیں ۔

اب آپ تصور کیجئے کہ جس شہر کی دکانوں وغیرہ کا یہ حال ہو اور جس کی سڑکوں پر ہر وقت اتنی سواریاں دوڑتی رہتی ہوں ۔ اگر دفعۃً اس شہر سے یہ تمام چیزیں غائب ہو جائیں تو اس کا کیا حال ہو گا ۔ بس اس کو اس بیوہ عورت سے تشبیہ دے دیجئے جس کے ماتھے سے ابھی ابھی سہاگ کا سندور مٹایا گیا ہو ۔ اس اسٹرائک سے سب سے زیادہ متاثر فورٹ کا علاقہ ہوا ۔ جو بمبئی کا دل کہلاتا ہے ۔ بازار بند ۔ سڑکیں سنسان اس دن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہم بمبئی سے نہیں بلکہ پہاڑ کے دروں سے گزر رہے ہیں یہ تو ۲۰ر اگست کی علامتی ہڑتال کا انجام تھا ۔ غضب تو یہ کہ میونسپل کارپوریشن بمبئی کے مزدوروں جن کے ذمہ شہر کی صفائی کا کام ہوتا ہے ان کی اسٹرائیک ۱۲ر اگست سے جاری تھی ۔ اور شہر میں جا بجا گندگی کا انبار لگ گیا تھا ۔ کہیں کہیں اس کے تعفن سے زہریلی گیس نکلنے لگی تھی ۔ مودون تو گورنمنٹ نے ان میں سے بعض انبار پبلک پر ڈی ڈی ٹی کا چھڑکاؤ کرایا ۔

لیکن خیر یہ تمام اسٹرائیکیں ۲۱ر اگست کو دوپہر کے بعد کامیابی یا ناکامی پر ختم ہو گئیں اس اسٹرائیک سے حکومت اور مزدور کیا سبق لیں گے ۔ یہ وہ دونوں جانیں ۔ لیکن اس دن عوام پر جو بیتا گزر رہا اس نے بمبئی کے شہریوں کو یہ سبق ضرور پڑھایا کہ اپنے پیروں پر ۔ اپنی محنت پر اور اپنے باورچی خانہ پر بھروسہ کرنا سیکھو اور خودداری کی زندگی گزارو ۔ حقوق باہمی کا خیال رکھو تعاون اور اشتراک عمل کی اہمیت سمجھو ۔

اسٹرائیک کی خرابیاں ایک حقیقت ہیں جماعت احمدیہ نے ہمیشہ اسٹرائیک ۔ عدول نافرمانی اور قانون شکنی کی بجائے آئینی جدوجہد کی جو تعلیم دی ہے ۔ لیکن آج حکومت کے آئین میں مزدوروں کو مستقل یونین بنانے اور اپنے مطالبات منوانے کے لئے ہڑتال کرنے کا حق دیا گیا ہے ۔ حکومت کی نیت نیک ہے ۔ وہ مزدوروں کے حقوق کی حفاظت کرنا چاہتی ہے لیکن اب یہی تنظیمیں حکومت کی پالیسیوں کو چیلنج کر رہی ہیں بنئیے ۔

ببیں تفاوت راہ از کجا ست تابہ کجا

مسلم پرسنل لاء

کچھ دنوں پہلے مکرم جناب ایڈیٹر صاحب اخبار بدر نے مجھ سے "مسلم پرسنل لاء" پر ایک ٹھوس مضمون لکھنے کی فرمائش کی تھی ۔ میں نے اس کے جواب میں معذرت کر دی تھی ۔ اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ اس موضوع پر کوئی ٹھوس مضمون لکھنا دشوار ہے ۔ بلکہ اب تو اس موضوع پر کچھ لکھنا پہلے سے زیادہ آسان ہے

اگر آج ہم یہ سوال کریں کہ تعدد ازدواج کی رخصت پسندیدہ ہے یا "کیلر بازی" ؟ وہ گھر اچھا ہے جس میں ایک سے زائد بیویاں ہوں اور مرد اپنی جنسی خواہش یا خاندانی ضرورت گھر ہی میں سماج کی ایک مسلم خاتون کے تحت پوری کرے یا وہ گھر جہاں بیوی تو ایک ہی ہو مگر مرد شب باشی کے لئے "کیلر" جیسی آبرو باختہ عورتوں کے فلیٹ کی تلاش کرتا پھرتا ہو ؟ پروفومو سابق وزیر دفاع برطانیہ اور مس کرسٹین کیلر کے قصہ نے ساری دنیا پر یہ حقیقت آشکار کر دی کہ یہ لوگ جو یک زوجگی کے علمبردار اور حقوق نسواں کے محافظ سمجھے جاتے ہیں ۔ خود اپنی تشنگی بجھانے کے لئے خاندان اور سماج کی نظروں سے چھپ چھپ کر پرائی لڑکیوں کے ساتھ رنگ رلیاں مناتے پھرتے ہیں

مقدمہ کیلر کے سلسلہ میں ابھی تک جو باتیں ریکارڈ میں آ چکی ہیں ۔ انہیں دیکھ کر عدالت کے جج نے بھی کہا کہ لنڈن بداخلاقی کے گڑھے میں گر چکا ہے ۔ لیکن انصاف یہ ہے کہ صرف لنڈن کو کیوں بدنام کیا جائے کیلر کے گاہک تو ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ۔ وہی لوگ جو اپنے گھر اور اپنے ملک اسمبلی و پارلیمنٹ میں یک زوجگی کے فضائل اور تعدد ازدواج کے معائب پر دھواں دھار تقریریں کرتے ہیں ۔ لنڈن یا ایسے ہی دوسرے شہر میں کیلر جیسی عصمت فروش لڑکیوں کی تلاش میں گھومتے پھرتے ہیں ۔

خودکشی کے واقعات

مسلمان مردوں اور عورتوں کو ان سماجوں کے حالات سے بھی سبق حاصل کرنا چاہیئے جہاں قانون کے زور پر یک زوجگی کا طریق جاری کیا گیا ہے ۔ ایسے سماج میں خودکشی کا رجحان بہت بڑھ گیا ہے ۔ آپ اخبار دیکھیں روزانہ اس قسم کی خودکشیوں کا نمبر ملے گا ۔ یورپ اور امریکہ کو جانے دیجئے ۔ ایک سال پہلے اپنے ملک کے صوبہ گجرات کی یہ رپورٹ تھی کہ یہاں اوسطاً روزانہ ایک عورت خودکشی کرتی ہے ۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے بھی گجراتی عورتوں کی خودکشیوں پر اظہار پریشانی کیا تھا ۔

گجرات ہندوستان کا ایک متمول و خوشحال صوبہ ہے ۔ یہاں گھروں میں سوکن نہیں ہوتی ۔ ایک بیوی اکیلی گھر کی مالکہ ہوتی ہے ۔ اور تنہا شوہر کے دل پر راج کرتی ہے پھر بھی اس کی زندگی اتنی دوبھر ہو جاتی ہے کہ وہ خودکشی کرنے پر مجبور ہو تی ہے

وہ طبقہ جو اخبارات کا مطالعہ کرتا ہے وہ صرف بمبئی کے اخبارات کا مطالعہ کرے اور ذرا نوٹ کرے کہ روزانہ اس قسم کے کتنے واقعات ہوتے ہیں ۔ کبھی کبھی تو صرف بمبئی میں نصف درجن سے زائد واقعات پڑھنے میں آئیں گے ان کے نیچے لکھا ہو گا کہ محض میاں بیوی کے تعلقات کی تلخی کی بناء پر یہ مجرمانہ قدم اٹھایا گیا ۔ اور یہ صرف وہ واقعات ہیں جو پولیس کے علم اور اخبارات کے صفحات پر آ جاتے ہیں ۔ اور کتنے ایسے واقعات ہوتے ہیں جن کی پولیس کو اطلاع ہوتی ہے نہ اخبار نویسوں کو ۔ اگر یک زوجگی اخلاق کا کوئی اعلیٰ نمونہ ہے ۔ تو چاہیئے کہ اس کے بعد زندگی کی بنیاد اخلاق کے اعلیٰ اصول پر قائم ہو جاتی ۔ مگر واقعہ اور مشاہدہ بتاتا ہے کہ یک زوجگی کے بعد اخلاق کی بنیادیں ہل جاتی ہیں ۔ اور لوگ اپنی جنسی تسکین کے لئے ناجائز رستے ڈھونڈنے لگتے ہیں ۔

مسٹریس کا رواج

جن سماجوں میں یک زوجگی کا قانون جاری کیا گیا ہے تعجب ہے کہ وہیں مسٹریس کا رواج بھی پایا جاتا ہے جس سے مرد قانوناً جنسی خواہش کی تکمیل بھی کر سکتا ہے ۔ یورپ امریکہ اور دوسرے ممالک کے ایسے خاندانوں میں بھی مسٹریس رکھنے کا عام رواج پایا جاتا ہے ۔ یہ بات ہم مسلمانوں کی سمجھ میں کبھی نہیں آ سکتی کہ جب ایک بیوی ہی ہر حال میں مرد کے لئے کافی ہے تو پھر مسٹریس کے رکھنے کی قانونی حیثیت کیوں تسلیم کی گئی ؟

کنواری ماؤں کا سنٹر

گورنمنٹ آف انڈیا نے اعلان کیا تھا کہ وہ دہلی میں کنواری ماؤں کا سنٹر کھولنا چاہتی ہے ۔ وہ حکومت جو عصمت فروشی کو خلاف قانون قرار دے چکی ہے ۔ جو ہندوستان کے اکثریتی فرقہ کو ایک ہی بیوی پر قناعت کرنے کا حکم دیتی ہے ۔ اسی کی طرف سے کنواری ماؤں کا سنٹر کھولنا کتنا حیرت انگیز ہے ۔ ہر نیک دل آدمی کو سوچنا چاہیئے کہ ایک عورت کو اپنے تصرف میں لا کر خدائی آوارہ میں بھیجنا اچھا ہے یا اس کی آن ربالفرض کی ذمہ داری قبول کر کے اپنے گھر رکھنا زیادہ اچھا ہے ۔ حقوق نسواں کی صحیح حفاظت کس طرح ہوتی ہے ۔ حکومت خود کنواری ماؤں کا سنٹر کی تجویز کر کے تعدد ازدواج کی اہمیت تسلیم کرتی ہے ۔

شوہروں کی شرح اموات

کہتے ہیں یک زوجگی سے مرد و عورت کو زندگی کا چین میسر آتا ہے ۔ اور ہنسی خوشی زندگی گزارتے ہیں ۔ مگر آج کل یورپ اور امریکہ کی

صحت کا جو نقشہ جو رپورٹیں آرہی ہیں ان میں یہ درج ہوتا ہے کہ عموماً شوہر بیوی سے آٹھ، دس سال پہلے مرجاتے ہیں۔ اس کی وجہ وہ یہ بتاتے ہیں کہ یورپ اور امریکہ کے یک زوجگی سماج میں میاں بیوی کی تلخیاں افسوسناک حد تک بڑھ گئی ہیں۔ ان تلخیوں سے مرد بہت متاثر ہوتا ہے چونکہ وہ عورت کی زیادتیوں اور رشک مزاجیوں پر صبر کرتا ہے۔ جس سے دن بدن جسم کی قوت مدبرہ یا زندگی کی توانائی گھٹتی جاتی ہے۔ اور وہ عورت سے آٹھ دس سال پہلے دنیا سے کوچ کر جاتا ہے اور عورت چونکہ نوک جھونک کرنے واویلا مچانے اور دل کے پھپھولے پھوڑنے میں بے صبر ہوتی ہے۔ اس لئے وہ گھر میں اودھم مچاکر اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرتی رہتی ہے۔ اور مرد سے آٹھ دس سال زیادہ جیتی ہے۔

اسلامی سماج

عہد صحابہ۔ تابعین و تبع تابعین جو مسلمانوں میں خیر القرون کہلاتا ہے۔ اس زمانے میں یک زوجگی معیوب سمجھی جاتی تھی۔ مسلمان عموماً ایک سے زیادہ بیویاں رکھتے تھے۔ اس کے باوجود ہم کو ان کی گھریلو زندگی میں کوئی تلخی نظر نہیں آتی۔ وہ قابل رشک زندگی گزارتے تھے۔ تاریخ نے ان کی سیرت کو اپنے صفحات میں جگہ دی ہے وہ مسلمان جو آج یک زوجگی کے داعی ہیں ان کو ذرا اپنی زندگی کا ان کی زندگی سے موازنہ کرنا چاہیئے۔ ان کے مقابل انکی زندگی کتنی ادنیٰ و پست معلوم ہوتی ہے اب ان کو تاریخ اپنے کسی باب میں جگہ دینے کو تیار نہیں۔

قرآنی تعلیم

قرآن پاک نے بغیر مبہم الفاظ میں تعدد ازدواج کی اجازت دی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ حسن معاشرت تقویٰ اور خدا ترسی کی بھی تاکید کی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تعدد ازدواج کی رخصت کی بنیاد اخلاق اعلیٰ اقدار پر ہے۔ قرآن پاک کی یہ رخصت آج بھی قابل عمل ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کو مبارک طریقہ قرار دیا ہے۔ اور اس کی مخالفت کرنے والے مردوں اور عورتوں کو شیطان کا بھائی بہن اور ... فرمایا ہے۔ خدا کے پیغمبر کا ایسے سخت الفاظ استعمال کرنا۔ بھلا کون سا احمدی ہوگا جن کے رونگٹے اس سے کھڑے نہ ہو جائیں اور کون سا احمدی ہے جو ان الفاظ کا مورد و مصداق بننا چاہتا ہوگا۔

بہشتی معاشرہ

کہتے ہیں آج تعداد ازدواج کا نام سن کر مسلمان عورتیں بھی ناک بھوں چڑھاتی ہیں۔ لیکن ان بیویوں کو سمجھنا چاہیئے کہ یہ پھندا ایسا ہے جو آج نہیں تو کل ان کے گلے پڑنے والا ہے۔ کم سے کم خدا جنت میں تو ان کو تنہا نہیں رہنے دے گا۔ وہاں تو غالباً ازدواج پر کوئی پابندی نہیں ہوگی ایک ایک مرد کے پاس ستر ستر یعنی بے شمار عورتیں ہوں گی مرحالم جنت کی ان باتوں کو تمثیلی مان لینے کے بعد بھی اتنا تو ماننا ہی پڑتا ہے کہ تعدد ازدواج جنت کا اور یک زوجگی جہنم کا رستہ ہے۔ مگر اس کو کیا کیجیئے کہ چند دنوں پہلے ایک اسلامی ملک کی مغرب زدہ خاتون نے اس کو داڑھی اور ساڑھی کی جنگ قرار دیا تھا۔ ہم اس موقعہ پر حکومت ہند کو مبارکباد دیتے ہیں کہ اس نے مسلم پرسنل لا میں ترمیم کا ارادہ ترک کر دیا ابھی یہ قانون نے اعلان کیا ہے کہ مسلم اکثریت جب تک مسلم پرسنل لا کو ناقابل ترمیم سمجھتی ہے تو حکومت اس کی مرضی کے خلاف ایسا کوئی قدم نہیں اٹھائے گی۔

بودھوں کی خودکشی

اس مذہبی آزادی کے دور میں جنوبی ویٹ نام کی حکومت بودھوں کے ساتھ جو سلوک کر رہی ہے اس پر احتجاج کرتے ہوئے اب تک بودھوں کے تین مذہبی رہنما بدن میں آگ لگا کر خودکشی کر چکے ہیں مذہب یا دیوتاؤں کے نام پر انسانی جان کی قربانی پیش کرنا مذاہب عالم کا ایک پرانا طریقہ ہے ہر ملک میں اس قسم کی مذہبی روایات ملتی ہیں۔ البیرونی نے کتاب الہند میں ہندوستان کے کئی چشم دید واقعات نقل کئے ہیں۔ لیکن یہ پرانی باتیں ہیں۔ اس ترقی یافتہ دور میں ایسی حکومت اور ایسے جانباز مذہبی رہنماؤں کا وجود تعجب خیز ہے۔ جذبۂ قربانی کی ہم قدر کرتے ہیں اور غیر مبہم الفاظ اس بات کا اعلان کرتے ہیں۔ کہ جنوبی ویٹ نام میں بودھوں کو عقیدہ، عبادت اور اظہار خیال کی پوری آزادی حاصل ہونی چاہیئے اس کے ساتھ ہی اس حکومت کے خلاف اپنے دل میں نفرت کا شدید جذبہ محسوس کرتے ہیں۔ جس نے بودھوں جیسے عدم تشدد کے داعیوں پر ویٹ نام کی زمین تنگ کر دی ہے۔

سیلون گورنمنٹ نے بودھسٹ رہنماؤں کی ان جانی قربانیوں سے متاثر ہو کر سرکاری سطح پر بودھوں کو ان کا حق دلانے کی جو کوشش شروع کی ہے ہم اسے بھی ایک ضروری اقدام سمجھتے ہیں۔ خدا کرے کہ جنوبی ویٹ نام میں بودھوں کو امن

حفاظت اور مذہبی آزادی کے ساتھ زندگی گزارنے کا حق مل جائے۔ اگرچہ ہم یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ دنیا میں کبھی کبھی اہل مذاہب کے سامنے ایسی مشکلات آجاتی ہیں کہ ان کو اپنے مذہب کی حفاظت کے لئے جان کی قربانی کرنی پڑتی ہے۔ لیکن کیا اس کے لئے خودکشی جائز قرار دی جاسکتی ہے؟ اس پر ارباب حل و عقد کو غور کرنا چاہیئے۔

اپنے گھروں میں دینیات کی تعلیم

بقیہ صفحہ نمبر ۲

الگ الگ دائرہ عمل میں متعین فرما دیا ہوا ہے کسی کے لئے مغز سوزی کی ضرورت باقی نہیں رہنے دی۔ بس اٹھیئے اور ان تنظیمات کو اپنے یہاں حرکت میں لایئے۔ حضور کی بیان فرمودہ زریں ہدایات کو اپنے لئے مشعل راہ بنایئے اور پھر اس کے شیریں ثمرات سے جو بارہ سے آپ کے اپنے فائدہ کے لئے ہماری آئندہ نسل کی درستی کے رنگ میں نمودار ہوں گے اپنے دامنوں کو بھر لیجئے۔

حضور کی اصولی ہدایات کے تحت اگر آپ اپنے یہاں سات سال سے چودہ سال کے بچوں کو اطفال الاحمدیہ پندرہ سال سے چالیس سال کے نوجوانوں کو مجلس خدام الاحمدیہ اور چالیس سال سے بڑی عمر کے بزرگوں کو مجلس انصار اللہ کا ممبر بنا دیں اور تمام مستورات کو لجنہ اماء اللہ کی تنظیم اور سات سال سے چودہ سال تک کی بچیوں کو ناصرات الاحمدیہ کی تنظیم میں منظم کر دیں اور ہر جگہ ایسی جماعتیں اپنے اپنے دائرہ میں دینی فرائض کی ادائیگی میں لگ جائیں تو نئی پود کے لحاظ سے ہمارا مستقبل بڑا ہی روشن ہے اور کسی قسم کی تشویش کی ضرورت نہیں۔

اسی ضمن میں سب سے بڑی ذمہ داری جماعت کے ان افراد پر ہے جن کو مرکز کی طرف سے امیر جماعت۔ صدر یا سیکرٹری بنایا گیا ہے کہ وہ اولین فرصت میں مذکورہ تنظیمات کو زندہ کریں۔ پھر خدام اور انصار کی یہ ڈیوٹی لگا دی جائے کہ اطفال کی دینی تعلیم و تربیت کا ایسا پروگرام بنائیں کہ اول تو روزانہ نہیں تو ہفتہ میں دو تین بار احمدی بچوں کو ایک ڈیڑھ گھنٹے کے لئے کسی مرکزی جگہ میں جمع کر کے انہیں بتدریج دین کی باتیں پڑھائی جایا کریں۔ اس سلسلہ میں سرکاری یا غیر سرکاری مدارس میں جو درسی کتب بچوں کو پڑھائی جاتی ہیں۔ مربیان کا فرض ہے کہ ان کے بارہ میں ضرور آگاہی حاصل کریں اور پڑھے لکھے مذہب کے ساتھ ان کے ایسے اسباق کا جائزہ لیں جن کا اسلامی عقائد یا اسلامی اخلاق سے کسی پہلو سے ٹکراؤ ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں آپ کا فرض ہے کہ بچوں کے سامنے صحیح تعلیمات اور اخلاقی ضابطہ اس انداز سے رکھیں کہ ان کے سادہ دماغ غیر اسلامی اثرات سے محفوظ ہو جائیں۔ یہ کام نہ ایک دن کا یا ایک ہفتہ مہینہ اور سال کا جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے بدلے ہوئے ملکی حالات کے لحاظ سے مستقل صورت رکھتا ہے اس لئے اللہ کا نام لے کر اس کا آغاز کر دیجئے اور پھر استقلال سے اس پروگرام کو چلاتے چلے جایئے خدا تعالیٰ آپ کی مدد کرے گا اور آپ کی مساعی میں برکت ڈالے۔ یقین جانیئے جماعتی لحاظ سے وقت کی یہ ایک اہم ضرورت ہے۔!!

اللّٰھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم ط

درخواست ہائے دعا

(۱) میرے والد منشی عبد المجید صاحب ساکن ... (مشرقی پاکستان) کافی عرصہ سے بیمار ہیں اور پیٹ میں درد رہتا ہے آج کل سخت تکلیف ہے۔

(۲) میری والدہ ماجدہ صاحبہ بھی اکثر بیمار رہتی ہیں۔ ان کی صحت کاملہ اور بریف نیول کئے اشارہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(۳) میرا چھوٹا بھائی عبد الغفور تعلیم حاصل کر رہا ہے اس کی علمی ترقی اور خدمت دین کا موقعہ پانے کی دعا کی جائے۔

(۴) میرے چچا صاحب مولوی احمد علی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ... (مشرقی پاکستان) خدمت دین کی توفیق پائے۔ قادیان شریف کی زیارت کا موقعہ ملنے۔ نیک اور صالح اولاد عطا ہونے کی استدعا کرتے ہیں۔

عبد السلام بنگالی متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ حال وارد قادیان

(۵) خاکسار اپنے والدین کی صحت و سلامتی اور روحانی ترقیات کیلئے عاجزانہ دعا کی درخواست کرتا ہے نیز خاکسار کیلئے دعا فرمائی جائے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی علمی ترقیات عطا فرمائے اور صحت سے رکھے اور خدمت دین کی توفیق دے۔

خاکسار محمد مسلم متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ حال وارد قادیان

یادگیر میں تبلیغی سرگرمیاں

مختلف مواقع پر مبلغ سلسلہ کی پر مغز تقاریر

از مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ یادگیر

یکم اگست ۶۳ء کی رات کو مسجد چوک یادگیر میں ایک غیر احمدی مولوی الحاج عبدالواحد صاحب رحمانی نے سیرت النبی صلعم کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کو "وفات مسیح" اور "ختم نبوت" کے مسائل پر مناظرہ کرنے کا چیلنج دیا اور جماعت احمدیہ کے عقائد کے بارے میں عوام میں غلط فہمیاں پیدا کیں۔ اور حضرت بانی جماعت احمدیہ اور ان کے خلفائے کرام اور عقائد جماعت احمدیہ پر تمسخرانہ انداز اور دل آزار پیرائے میں تنقید کی۔ مولانا صاحب کی تقریر کے اشتہارات جو مساجد میں لگائے گئے تھے جن پر نوٹ دیا گیا تھا کہ ختم نبوت پر روشنی ڈالی جائے گی۔ اس اعلان کی وجہ سے احمدی دوست بھی اس تقریر میں شریک تھے۔

۲ اگست ۶۳ء کی صبح کو بعد نماز فجر چند احمدی نوجوان مولوی صاحب موصوف سے ملاقات کے لئے گئے مگر مسجد کے ذمہ دار دوستوں سے ملاقات کی جس پر معلوم ہوا کہ مولوی صاحب موصوف کہیں باہر چلے گئے ہیں اور شام تک واپس آئیں گے۔ اس چیلنج پر جماعت نے غور کر کے چیلنج کو منظور کر لیا۔ اور تحریری طور پر مسجد مذکورہ بالا کے ذمہ دار احباب کو اطلاع دی اور ساتھ ہی ٹرنک کال کر کے اس کی اطلاع مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل کو دی اور مناظرہ کے لئے یادگیر آنے کی دعوت دی۔ جس کو انہوں نے قبول بھی فرما لیا۔ اور اسی روز بذریعہ تار اطلاع دی کہ بعد کی سیل ٹرین سے یادگیر پہنچوں گا۔

۳ اگست ۶۳ء کو مسجد مذکور کے ذمہ دار دوستوں کی طرف سے جواب آیا کہ "مولانا موصوف نے جماعت احمدیہ کے وہ دعاوی "وفات مسیح" اور "سلسلہ نبوت کی کھوس دلائل سے تردید کی۔ اس کا نتیجہ یہ کہ مبلغین جماعت احمدیہ نے اپنے تسامح کی وجہ سے مناظرہ کا چیلنج سمجھ کر غلط اعلانات کا پرچار کر دیا ہے"۔ اور چونکہ مولانا موصوف کل رات تقریباً ۱۲ ½ بجے تشریف لا چکے ہیں۔ لیکن بعد میں ان لوگوں نے ایک مناظرہ کمیٹی قائم کی جس کے متعلق طرف سے اطلاع دی کہ ہم مناظرہ کے لئے تیار ہیں۔ جب ان دوستوں کو ہماری طرف سے یہ مراسلہ بھجوایا گیا کہ شرائط مناظرہ طے کرنے کے لئے تشریف لائیں۔ تاکہ مولوی عبدالواحد صاحب رحمانی سے متنازعہ فیہ مسائل پر مناظرہ ہو جائے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ مولوی عبدالواحد صاحب کو نامزد کرنے کی ضرورت نہیں ہمارے اکثر علماء کرام اس وقت میں عید میلاد کے جلسوں میں مصروف ہیں۔ اس لئے ہم ماہ ربیع الاول کے اختتام کے بعد شرائط مناظرہ وغیرہ طے کرنے کے لئے حاضر ہوں گے چونکہ ہماری طرف سے بالآخر ان کو اطلاع بھجوائی گئی کہ بہت اچھا ماہ ربیع الثانی میں ہی شرائط مناظرہ طے کر کے مناظرہ کریں گے اور آپ جن علماء کرام کو چاہیں مناظرہ کے لئے بلائیں۔

یادگیر میں تبلیغی جلسہ چونکہ مولانا شریف احمد صاحب امینی مبلغ سلسلہ ہماری دعوت پر یادگیر تشریف لا چکے تھے اس لئے ان کی آمد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تبلیغی جلسوں کا پروگرام بنایا گیا تاکہ مولانا امینی صاحب غیر احمدی مولوی جو محلہ بہ محلہ جلسوں میں تقریباً روزانہ جماعت کے خلاف تقریر کر رہا تھا کی پیدا کردہ غلط فہمیوں اور جماعتی عقائد پر اعتراضات کے جوابات دیں اور اس طرح ایک طرف احباب جماعت کو اپنے عقائد کی حقانیت اور حکمت کا علم ہو سکے۔ اور دوسری طرف غیر احمدی بھائی بھی جماعت کے عقائد کے بارے میں اپنے شبہات و وساوس کا ازالہ کر سکیں۔

برسات ہونے کی وجہ سے ہمارے ہاں کوئی ایسی جگہ نہ تھی کہ پبلک میں ان جلسوں کا انعقاد کیا جا سکے۔ اس لئے بعض جلسے مسجد احمدیہ یادگیر میں ہوئے اور بعض محلہ کے احمدی دوستوں کے گھروں میں ہوئے۔ ان جلسوں کا اعلان بذریعہ سائیکلو سٹائل ہینڈ بلز اور لاؤڈ سپیکر کیا جاتا رہا۔ اور ہر جلسہ میں لاؤڈ سپیکر بھی استعمال کیا گیا تاکہ جو دوست ہمارے جلسوں میں شریک نہ ہو سکیں ان تک بھی آواز پہنچائی جا سکے۔

پہلا جلسہ مورخہ ۳ اگست ۶۳ء بعد شنبہ مسجد احمدیہ میں ہوا۔ تلاوت قرآن پاک اور نظم کے بعد مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی مبلغ سلسلہ نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر تقریر کی۔ مولانا موصوف نے سیرت النبی کی غرض و غایت کو بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ہمیں رسول پاک صلعم کی سیرت و سوانح کو سن کر اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ اور بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو کچھ ملا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی اور برکت سے ہی ملا ہے۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے وضاحت کی ضمناً آپ نے معراج شریف کا ذکر کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو ثابت کیا۔ آخر پر آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی نظم جو وفات مسیح کے بارہ میں ہے بڑے زوردار الفاظ میں بیان کیا۔

دوسرا جلسہ مورخہ ۴ اگست ۶۳ء بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ میں شروع ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد پہلی تقریر عزیزم محمد انعام غوری متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان نے وفات مسیح کے موضوع پر کی۔ بعدہ مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی مبلغ سلسلہ کی تقریر شروع ہوئی۔ مولانا موصوف نے اپنی تقریر کی ابتدا ایک بڑھیا کے واقعہ سے کی جو آنحضرت صلعم کو طائف سے آتے ہوئے راستہ میں ملی۔ اس کے پاس ایک گٹھڑی تھی۔ آنحضرت صلعم نے وہ گٹھڑی اس سے لے لی اور مکہ تک پہنچا دیا۔ اس بڑھیا نے آنحضرت صلعم کو بہت دعائیں دیں اور کہا کہ بیٹا تو بہت شریف اور بھولا آدمی ہے اس لئے میں تجھے نصیحت کرتی ہوں اس کو اچھی طرح یاد رکھنا کہ مکہ میں ایک شخص محمدؐ نامی رہتا ہے وہ بہت بڑا جادوگر ہے اور لوگوں کو گمراہ کرتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ تو مکہ میں نیا نیا آیا ہے۔ اس لئے اس شخص سے بچنا اور اس کے پاس نہ جانا۔ لولاک کے مالک آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اماں وہ شخص بہت خراب ہے۔ اس بڑھیا نے کہا ہاں بیٹا بہت ہی بُرا آدمی ہے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اماں وہ خراب آدمی میں ہی ہوں۔ بڑھیا نے تعجب سے پوچھا کہ کیا بیٹا آپ ہی ہیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہاں اماں میں ہی ہوں۔ اس پر بڑھیا نے کہا کہ بیٹا لوگ بالکل غلط کہتے ہیں کہ تو بُرا ہے۔ کیونکہ تو غریبوں اور کمزوروں کی امداد کرتا ہے اس لئے تو بُرا نہیں ہو سکتا۔ مولانا موصوف نے اس واقعہ کو پیش کرتے ہوئے بتایا کہ انسان کو سنی سنائی باتوں پر یقین نہیں کرنا چاہیئے بلکہ قریب سے کسی چیز کو دیکھ کر اس کے متعلق رائے قائم کرنی چاہیئے۔ آجکل لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بغیر سوچے سمجھے صرف سنی سنائی باتوں پر ہی اعتراض کر دیتے ہیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قریب سے مطالعہ کرنا چاہیئے۔ تقریر کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے مولانا موصوف نے حضرت مسیح موعودؑ کا عشق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مختلف تحریرات و اشعار سے واضح فرمایا۔

تیسرا جلسہ مورخہ ۶ اگست ۶۳ء بروز سہ شنبہ بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ میں بعنوان یوم خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے جلسہ کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن مجید و نظم کے بعد مکرم مولوی فیض احمد صاحب مبلغ مقامی نے اسمہٗ احمد والی پیشگوئی کو حضرت مسیح موعودؑ پر چسپاں کیا اور آپ کے بعد مولانا شریف احمد صاحب امینی نے اپنی عالمانہ تقریر کا آغاز فرمایا۔ مولانا موصوف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روحانی مقام اور آپ کی بلند شان کے متعلق قرآنی آیت من یطع اللہ والرسول ..... پیش کرتے ہوئے بتایا کہ جو شخص آنحضرت صلعم کی سچی اطاعت اور فرمانبرداری کرتا ہے اللہ تعالےٰ اس کو چار روحانی انعامات دینے یعنی نبی، صدیق، شہید اور صالح بنانے کا وعدہ فرماتا ہے۔ چنانچہ اس وعدہ کے مطابق امت محمدیہ نے بکثرت ان درجات کو حاصل کیا۔ انعام کا بڑا درجہ نبوت کا ہے وہ بھی اس امت کے ایک فرد کو ملا جس کا زندہ ثبوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبارک وجود ہے۔

چوتھا جلسہ ۷ اگست ۶۳ء کو بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ یادگیر میں جلسہ ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مولانا شریف احمد صاحب امینی نے کلمہ طیبہ کی تفسیر بیان فرمائی۔ آپ نے کلمہ کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ کلمہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی ملا ہے اور یہ آپ کی خصوصیت ہے۔ جماعت احمدیہ اسی کلمہ پر ایمان رکھتی ہے اور اسی پر ہی مرے گی۔ مولانا موصوف نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مختلف تحریرات سے ثابت فرمایا کہ ہمارا کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ اور جب ہم کلمہ پڑھتے ہیں اس میں ہم آنحضرت صلعم کی روحانی زندگی کا اقرار کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کی سچی پیروی سے ہی زندہ خدا کو پایا جا سکتا ہے۔

حدیث کا درس مورخہ ۸ اگست جلسہ تو نہیں ہوا۔ مگر مولانا شریف احمد صاحب امینی مبلغ مخالفین کی طرف سے کئے گئے ایک سوال کا جواب دیا کہ ہر ذرا

مرجع خلائق "قادیان"

ریورٹ مرسلہ
:- دفتر نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان دارالامان -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثتِ اولیٰ میں تکمیل شریعت ہوئی۔ تبلیغ کے لئے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثتِ ثانیہ مقدر ہوئی۔ خدا تعالےٰ سے حکم پاکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مشن کی تکمیل تبلیغ کا بیڑا اٹھایا۔ اور اسی فریضہ کو آپ کے بعد آپ کے خلفاء کی زیرِ ہدایت جماعت احمدیہ انجام دے رہی ہے۔ دُنیا کے نقشہ کو دیکھیئے شمال سے جنوب تک اور مشرق سے مغرب تک سوائے گنتی کے ان ممالک کے جن میں تبلیغ قانوناً منع ہے ہماری جماعت کی طرف سے تبلیغی مساعی جاری ہیں کہیں مسجد کا افتتاح ہو رہا ہے کسی جگہ مشن ہاؤس تعمیر ہو رہا ہے کہیں لوکل زبان میں قرآن شریف کا ترجمہ کیا جا رہا ہے اور کسی جگہ اسلام کی برتری کو ثابت کرنے کیلئے اخبارات اور لٹریچر کی اشاعت کا کام کیا جا رہا ہے۔ ڈسپنسریاں کھل رہی ہیں سکولز و کالجز جاری ہیں۔ مبلغین پہونچ رہے ہیں۔ اور مبلغین تیار کرنے والے ادارے ہر سال اپنا قدم آگے بڑھا رہے ہیں۔ غرضیکہ ہر جہت سے اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا کام جاری ہے اور ترقی پذیر ہے۔

قادیان جو جماعت احمدیہ کا دائمی مرکز ہے جس میں موجودہ زمانہ کے موعود اقوامِ عالم حضرت مسیح موعود علیہ السّلام مبعوث ہوئے۔ یہیں آپ کی پیدائش ہوئی اور یہیں آپ کا مزار مبارک ہے یہیں سے آپ نے دنیا کو صلح و آشتی کا پیغام دیا۔ اور یہیں سے آپ نے بنی نوع انسان کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا ؎

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طورِ تسلّی کا بتایا ہم نے

یہیں وہ مقدس مقامات ہیں کہ جن میں آپ رہے آپ نے خدا تعالےٰ کے ارشاد کے مطابق خلقِ خدا کی اصلاح کا کام شروع کیا۔ جس کو آپ کے خلفاء نے جاری رکھا۔ اسی جگہ وہ مقدس قبرستان ہے کہ جو مقبرہ بہشتی کے نام سے موسوم ہے اور جس کے متعلق الہامی طور پر خدا تعالےٰ نے آپ کو بتایا کہ اس میں صرف وہی دفن ہو سکے گا جو بہشتی ہوگا۔ یہیں وہ مسجد مبارک اور اس سے ملحق حجرہ ہے جس میں مسیحِ پاک نے ایک لمبا عرصہ ریاضت و عبادت کی۔ اسی مسجد کے متعلق آپ کو الہام ہوا

مُبَارِکٌ مُبَارَکٌ وَکُلُّ اَمْرٍ مُبَارَکٍ یُّجْعَلُ فِیْہِ

اور فرمایا وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا۔

"الدار" یعنی مسیحِ پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ رہائشی مکان جس کے متعلق خدا تعالےٰ کی طرف سے انی احافظ کل من فی الدار کی بشارت دی گئی۔ جس میں بیت الفکر اور بیت الدعا کے مقدس کمرے بھی ہیں۔ غرضیکہ شعائر اللہ سے معمور بستی قادیان جس میں تعداد کے لحاظ تقسیم ملک کے بعد احمدی آبادی غیر معمولی طور پر کم ہو گئی لیکن قوتِ عمل میں نسبتی لحاظ سے کمی نہیں ہوئی۔ بلکہ اب بھی قادیان فعّال مرکز ہے اور یہاں سے فریضۂ تبلیغ کو اپنے وسائل کے لحاظ سے بطریقِ احسن ادا کیا جا رہا ہے۔

اس وقت دعوۃ و تبلیغ اسلام کے لئے قادیان میں تیاری مبلغین اخبار۔ لٹریچر و کتب کے علاوہ ایک ادارہ دفتر مقامی تبلیغ یا دفتر زائرین بھی قائم ہے جس کی مختصر تبلیغی رپورٹ کا ذکر آئندہ سطور میں کیا جاتا ہے۔ تقسیمِ ملک کے معاً بعد پنجاب مسلمانوں سے قریباً خالی ہو گیا۔ اور خصوصیت سے اس صوبہ کے شمال مغربی علاقہ میں سوائے قادیان کے کہیں مسلمان باقی نہ رہے۔ ایسے حالات میں جب کبھی کوئی شخص قادیان کسی کام کے لئے آتا۔ تو منارۃ المسیح اسے ہمارے محلہ کی طرف کشاں کشاں لے آتا۔ اور جب اسے یہ علم ہوتا کہ یہاں اب بھی مسلمان رہتے ہیں۔ تو اس کا حیرت و استعجاب اور بڑھ جاتا۔ چنانچہ وہ محلہ احمدیہ اور اس کے مقدس مقامات مساجد مبارک و اقصیٰ اور بہشتی مقبرہ دیکھتا۔ ان سب مقامات کی سادگی لیکن پر وقاری کو دیکھ کر اُسے سمجھ نہ آتی کہ ہندوستان کی جگہوں پر کہ استنے بڑے بڑے اور قیمتی مقابر اور مساجد اور عالیشان مکانات و جائدادوں کو چھوڑ کر تو مسلمان (جو تعداد و مسائل کے لحاظ سے احمدیوں سے بہت بڑھ کر تھے) چلے گئے لیکن یہ گنتی کے افراد کس لئے یہاں پڑے ہیں۔ اس کے سمجھنے کے لئے وہ جماعت احمدیہ کا تعارف چاہتے ہیں۔ چنانچہ ابتداء میں جیسے بھی کوئی دوست آتے وہ جس سے وہ اپنے علم اور سمجھ کے مطابق جماعتی تعارف بھی مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کے ساتھ کرا دیتا لیکن تھوڑے ہی عرصہ بعد زائرین کی کثرت کو دیکھ کر محسوس کیا جانے لگا کہ اس کام کیلئے باقاعدہ انتظام ہونا چاہیئے تاکہ آنے والے احباب کو بسہولت زیارت و تعارف کرایا جا سکے۔ چنانچہ اس غرض کے لئے دفتر زائرین کا قیام نظارتِ امور عامہ کے زیرِ انتظام و ہدایت عمل میں آیا کچھ عرصہ بعد چونکہ کام کے لحاظ سے یہ صیغہ نظارت دعوت و تبلیغ سے متعلق تھا۔ اس کا انتقال نظارت دعوۃ و تبلیغ کے سپرد کر دیا گیا۔ یہ صیغہ خدا تعالےٰ کے فضل سے تبلیغ اسلام کی گرانقدر خدمت سرانجام دے رہا ہے جب سے اس صیغہ کا باقاعدہ ریکارڈ کیا جانے لگا ہے تب سے اواخر جولائی ۱۹۶۳ء تک اس دفتر کے ذریعہ جماعتی تعارف حاصل کر کے زیارت مقاماتِ مقدسہ کرنیوالے افراد کی تعداد ۱۹۶۸۹ ہے اور اس دفتر کے ذریعہ تقسیم شدہ اسلامی لٹریچر کی تعداد ۳۰۵۴۰ تیس ہزار پانچ صد چالیس ہے جس میں کتب رسالے ٹریکٹ اور پمفلٹ سب قسم کا لٹریچر شامل ہے

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس دفتر میں کام کرنیوالے کارکنان کی زبانوں میں غیر معمولی تاثیر پیدا کرے اور انہیں بہترین رنگ میں غیر مسلم اصحاب کے سامنے اسلام کی تعلیم پیش کرنے کی توفیق و سعادت عطا فرمائے اور بہت جلد ان لوگوں پر دنیا کے محسنِ اعظم اور رحمۃ العالمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود کی صداقت ظاہر کر دے۔ آمین +

مغرب میں جماعت احمدیہ کے زیرِ اہتمام آفتابِ اسلام کی ضیاپاشیاں

مسجد نور فرانکفورٹ (جرمنی) کی تبلیغی مساعی کا ایک مختصر خاکہ

(از مکرم مسعود احمد صاحب جہلمی امام مسجد نور فرانکفورٹ)

اسلامی موضوعات پر تقاریر

محترم چوہدری عبد اللطیف صاحب انچارج مبلغ نے مندرجہ ذیل موضوعات پر تقاریر کیں۔

۱۔ اسلام میں عورت کا مقام

۲۔ اسلام کی تعلیمات

ہر دو تقاریر سے قبل کثیر تعداد میں مسلم اور غیر مسلم احباب کو بذریعہ ڈاک دعوت نامے بھجوائے گئے۔ مقامی اخباروں میں بھی اعلان شائع ہوئے۔ ہر دو مواقع پر خدا تعالیٰ کے فضل سے حاضری خوشکن رہی۔ بہت سے جرمن خواتین و احباب نے شمولیت اختیار کی۔ تقاریر کے بعد سوالات و جوابات کی صورت میں بھی گفتگو کا سلسلہ دیر تک جاری رہا۔ جس سے حاضرین کی اسلام سے دلچسپی ظاہر ہوتی تھی۔

سکول میں اسلام کا تعارف

ایک مقامی سیکنڈری سکول Hassen Kolleg میں سکول کے پرنسپل نے ایک جرمن پروفیسر کو اسلام کے بارے میں تقریر کی دعوت دی۔ اسی سکول کے ایک استاد سے ہمارے نومسلم جرمن احمدی نوجوان محمود اسمٰعیل کے مراسم تھے۔ چنانچہ اس ذریعہ سے پرنسپل مذکور نے ہمیں بھی اس تقریب میں شامل ہو کر اسلامی نقطۂ نظر پیش کرنے کی دعوت دی۔ چنانچہ اس دعوت کو قبول کیا گیا۔ سب سے پہلے اس اجلاس کی کارروائی تلاوتِ قرآن کریم سے شروع ہوئی جو خاکسار نے کی۔ بعد ازاں محمود اسمٰعیل صاحب نے اس کا جرمن ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ علاوہ ازیں اسلام کے متعلق چند ضروری کتب کی نمائش بھی تھی۔ پروگرام کے مطابق سب سے پہلے پروفیسر مذکور نے آدھ گھنٹہ تک تقریر کی جس میں اسلام کے متعلق علم رکھنے والے مستشرقین کی طرح اس نے اسلام کی تاریخ کو دہراتے ہوئے اس نے اسلامی جنگوں اور جہاد وغیرہ امور کا تذکرہ کرنے کے بعد یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اسلام زمانہ حاضر کے تقاضوں کو پورا کرنے سے قاصر ہے۔ اس تقریر کے بعد خاکسار اور عزیز برادرم محمود اسمٰعیل کی باری تھی۔ اسلام پر اعتراضات کے جوابات کا حصہ میں نے برادرم محمود کے سپرد کیا اور خود آدھ گھنٹہ تک اسلام کی تعلیمات کا خلاصہ ان کی فلاسفی ہستی باری تعالیٰ کے متعلق اسلامی نظریہ اور عیسائیت سے موازنہ کو پیش کیا۔ اس کے بعد برادرم محمود نے پروفیسر مذکور کی تقریر کے تمام اعتراضات کو ایک ایک کر کے مدلل اور قرآن کریم اور دیگر کتب کے حوالوں سے رد کیا۔ اس کے بعد طلباء کو سوالات کا موقع دیا گیا۔ تمام سوالات کے جوابات برادرم محمود اسمٰعیل صاحب نے دیئے جس سے پروفیسر مذکور کی تقریر کا اثر کلیتہً زائل ہو گیا۔ بلکہ سکول کے پرنسپل نے ہماری واپسی پر ہمارا شکریہ ادا کرتے ہوئے ہم سے کہا کہ اسے افسوس ہے کہ پروفیسر صاحب نے اپنی تقریر میں رواداری کو ملحوظ نہیں رکھا

اسلام کی نمائندگی میں ایک تقریر

فرانکفورٹ کی سوسائٹی آف ہارمونک لائف نے ماہ جون کے وسط میں بہت بڑے پیمانے پر ایک تقریب کا اہتمام کیا جس کی تیاری انہوں نے چند ماہ قبل سے شروع کر رکھی تھی۔ اس تقریب کے منتظمین نے مختلف مذاہب کی سوسائیٹیوں اور سیاسی پارٹیوں کے نمائندوں کو ایک موزوں اور ہم آہنگ زندگی کے بارے میں ان کے نقطہ ہائے نظر پیش کرنے کی دعوت دی۔ اسلام کا نظریہ پیش کرنے کے لئے خاکسار کو دعوت ملی۔ چنانچہ اس موقعہ پر خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی معرکۃ الآراء تصنیف اسلامی اصول کی فلاسفی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی بعض کتب سے استفادہ کر کے خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ایک مبسوط مقالہ اس موضوع پر لکھا۔ یہ تقریب فرانکفورٹ کے یونین ہاسٹل کے وسیع ہال میں منعقد ہوئی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس تقریر کے ذریعہ سامعین میں اسلام سے دلچسپی پیدا ہوئی اور تقریب کے اختتام پر بہت سے لوگوں نے مسجد کا ایڈریس دریافت کیا۔

مبلغین کی آمد اور جلسہ عام

مسجد محمود زیورچ سوئٹزرلینڈ کی تقریب کے اختتام کے بعد یورپ کے مبلغین مکرم چوہدری عبد اللطیف صاحب امام مسجد ہمبرگ، مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب امام مسجد ہیگ اور مکرم میر مسعود احمد صاحب مبلغ اسلام سکنڈے نیویا یہاں تشریف لائے۔ اس موقعہ سے فائدہ اٹھانے کے لئے پہلے سے اجلاس کا پروگرام مرتب تھا۔ بذریعہ ڈاک انفرادی دعوت ناموں کے علاوہ اخبارات میں بھی اعلانات شائع کروا دیئے گئے تھے جن میں مبلغین حضرات کی آمد کا ذکر تھا۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ اجلاس بہت دلچسپ اور مفید رہا۔ اجلاس کی کارروائی کا آغاز محترم حافظ قدرت اللہ صاحب نے قرآن پاک کی تلاوت سے فرمایا۔ جس کا جرمن ترجمہ برادرم محمود اسمٰعیل صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد ڈنمارک میں ہمارے نومسلم آنریری مبلغ مکرم عبد السلام صاحب میڈسن کی جرمن زبان میں تقریر کا ریکارڈ سنایا گیا جو آپ نے مسجد محمود زیورچ کے افتتاح کے موقع پر ایک تقریب میں محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب صدر جنرل اسمبلی کی زیر صدارت فرمائی تھی۔ اس تقریر کا عنوان "موجودہ دور میں یورپ میں اسلام کا کردار" تھا۔

اس تقریر کے بعد مکرم چوہدری عبد اللطیف صاحب انچارج مبلغ جرمنی نے اسلامی تعلیمات اور ان کی افضلیت کے موضوع پر ایک موثر تقریر فرمائی۔ جس کے بعد فرانکفورٹ یونیورسٹی کے شعبہ دینیات کے سال آخر کے طالب علم اور بعض دوسرے جرمن سامعین کی طرف سے حضرت مسیح کے حادثہ صلیب وغیرہ موضوعات پر دلچسپ علمی بحث کا سلسلہ دیر تک جاری رہا۔ اس کے بعد یورپ کے جملہ مبلغین کی مسجد نور فرانکفورٹ میں آمد پر خاکسار نے انہیں اھلاً و سھلاً کہتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کیا اور حاضرین سے تعارف کرایا۔ جس کے جواب میں مکرم چوہدری رحمت خان صاحب امام مسجد لنڈن نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے جملہ مبلغین کی طرف سے شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد حاضرین میں سے بعض نے مکرم میر مسعود احمد صاحب سے ڈنمارک میں تبلیغ اسلام اور وہاں پر مسجد کی تعمیر کے بارے میں بعض سوالات کئے۔ یہ دلچسپ تقریب دیر تک جاری رہی اور اس کے بعد رات گئے تک مقامی احباب سے مبلغین کی گفتگو رہی۔

اسی طرح مکرم صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب ابن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ پاکستان سے سیرالیون جاتے ہوئے چند روز کے لئے یہاں ٹھہرے۔ آپ نے اپنے مختصر قیام میں مقامی احباب سے ملاقات کر کے گھنٹوں تبلیغی گفتگو کی۔ ایک زیر تبلیغ جرمن جوان سے بھی جو بدھ مذہب کا پیروکار ہے تبلیغی گفتگو کی اور آخر کار اس نے آپ سے اس بات کا وعدہ لیا کہ ۴۰ دن تک متواتر اللہ تعالیٰ سے راہنمائی حاصل کرنے کی دعا کرے گا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس نوجوان کو اسلام کے نور سے منور فرمائے۔ آمین

مسجد میں طلباء کا ایک وفد

ایک مقامی ہائی سکول کے شعبہ دینیات کے ایک استاد ایک دن ملنے آئے اور کہنے لگے کہ گذشتہ دنوں میں نے اپنی کلاس کو اسلام کے بارے میں لیکچر دیئے ہیں چنانچہ ہم نے سوچا کہ اس موضوع پر مقامی مسجد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے طلباء کو وہاں لے جا کر اسلامی طریق عبادات اور مسجد وغیرہ دکھائی جائے۔ ہم نے بخوشی ان سے وقت مقرر کر لیا۔ چنانچہ وہ مقررہ دن چالیس طلباء کے ساتھ مسجد میں آئے۔ میں نے کوئی پون گھنٹہ تک مختصراً اسلام کی تاریخ اور اسلامی عقائد اور عبادات کی فلاسفی وغیرہ بیان کی۔ بعد میں اذان اور طریق نماز بتائے۔ اذان اور نماز کا ترجمہ بتایا۔ طلباء نے بہت سے سوالات بھی کئے۔ جن کے جوابات دیئے گئے۔

ایک پادری صاحب سے گفتگو

ایک پادری صاحب جو ایک سکول میں کیتھولک مذہب کے ٹیچر بھی ہیں ہمارے ایک جرمن احمدی دوست کے ذریعہ گفتگو کے لئے مسجد میں آئے۔ ہمارے احمدی جرمن دوست نے بتایا کہ بحث مباحثہ میں یہ پادری صاحب دوسرے عیسائی فرقوں کے پادری صاحبان کو بہت بری طرح ساکت کر دیتے ہیں اور اپنے طرز استدلال اور مذہبی مطالعہ پر بہت نازاں ہیں۔ چنانچہ ابتداء میں انہوں نے اسی انداز سے گفتگو کی۔ لیکن جلد ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زبردست علم کلام کی تاب نہ لا کر گھبرانے لگے ہو گئے۔

جلسہ سیرۃ النبیؐ

اس سال ہمیں یہاں پر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ۲۳ اگست ۱۹۶۳ء کو سیرۃ النبیؐ کا اجلاس پوری شان سے منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس اجلاس میں کولون یونیورسٹی کے اورینٹل ڈیپارٹمنٹ کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر جناب ڈاکٹر رمان۔ ایس بھی مدعو تھے اس اجلاس کے بارے میں بھی حسب معمول انفرادی اطلاعات کے علاوہ اخبارات میں اعلانات شائع کروائے۔ اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جس کے بعد خاکسار نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر روشنی ڈالتے ہوئے اس امر کو واضح کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر روشنی ڈالتے ہوئے اس امر کو واضح کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات آپ کی تعلیمات کی آئینہ دار تھی۔ مشہور مستشرقین پروفیسر۔

اُور بری، تھامس کارلائل، بشاہ، ولیم میور، برناڈشا وغیرہ کے ان حوالجات کو پیش کیا جن میں اُنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بلند شخصیت کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

فاتحہ اُمر کی تقریر کے بعد ہمارے جرمن بھائی محمود اسمٰعیل نے حضرت میر محمد اسحاق صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کی معرکۃ الآراء تقریر "انسان کامل" کا جرمن ترجمہ پیش کیا جو شروع سے آخر تک پورے انہماک سے سُنا گیا۔ اس کے بعد جناب ڈاکٹر راتھ نے اپنی تقریر میں ہر دو تقاریر پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ایک مستشرق کی حیثیت سے میرے لئے "میلاد النبی" کے سلسلہ میں اس قسم کی اکیڈمک تقریب میں شمولیت بہت حیرت انگیز ہے۔ کیونکہ اس سے قبل ہمارے نزدیک "میلاد النبی" کا تصور محض فاتحہ خوانی وغیرہ تک ہی محدود رہا ہے۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کے مضمون انسانِ کامل کے ترجمہ کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو عام انسان کی حیثیت میں پیش کر کے پھر آپ میں انسانیت کے عروج کی عکاسی بھی ایک انوکھا تصور ہے۔ جبکہ اس سے پہلے ہمیشہ آنحضرتؐ کی تعریف میں آپ کو اکثر اس رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ جیسے آپ مافوق البشر ہوں۔ اس تقریب کے بعد ڈاکٹر مذکور دو اڑھائی گھنٹے تک مسجد میں مصروف گفتگو رہے۔ آپ نے ہماری لائبریری کی جملہ کتب کو بنظر غور دیکھا۔ اس موقع پر خاکسار نے انہیں جملہ اہم کتب کا ایک ایک نسخہ بطور تحفہ پیش کیا۔

عید الفطر اور عید الاضحیہ کی تقاریب

ہر دو اعیاد کی الگ الگ رپورٹیں الفضل میں شائع ہو چکی ہیں۔ عید الاضحیہ کی تقریب خدا تعالےٰ کے فضل سے تبلیغی لحاظ سے بہت مفید ثابت ہوئی۔ ... اس روز شام کو وسیع پیمانہ پر دعوت عشائیہ کا اہتمام کیا گیا جس میں بعض معزز جرمن اور اخباری نمائندے وغیرہ بھی مدعو تھے۔ اس تقریب کے فوٹو اخبارات میں شائع ہوئے۔

ان مذکورہ بالا اہم تقاریب کے علاوہ بقیہ امور حسب معمول جاری رہے۔ رسالہ اسلام جو جرمن زبان میں شائع ہوتا ہے بذریعہ ڈاک روانہ کیا جاتا رہا۔ بعض تقاریب اور لکچروں میں شمولیت اختیار کر کے کئی نئے لوگوں سے تعارف پیدا کیا۔ احمدی احباب اور فیملیز کو وقتاً فوقتاً تہ نمازیں ادا کیا جاتا رہا نو مسلم احباب کی تعلیم و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رہا۔

مشرقی افریقہ میں مبلغین اسلام کی کامیاب مساعی

احمدیہ مشن کمپالہ کی رپورٹ کا ایک حصہ

از مکرم مدنی محمد اسحٰق صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ متعین کمپالہ

آل افریقہ چرچ کانفرنس

یورپین قوموں کے ہاں سے سیاسی اقتدار و غلبہ کے ختم ہونے کے بعد اب یہ فکر کھائے جا رہا ہے کہ کسی نہ کسی طرح افریقہ ان کے ساتھ ہمیشہ کے لئے وابستہ رہے۔ اس کے لئے اب ان کے پاس لے دے کے صرف عیسائیت ہی باقی ہے اور اس کی آڑ میں وہ اب اپنے مقام مطالب کو حل کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اپنی مغربی طاقتوں کے ایماء پر مشرقی افریقہ کے ملک یوگنڈا میں ایک آل افریقہ چرچ کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ اور اس کے لئے ہر اس چرچ کو جو تثلیث پر ایمان رکھتا ہے شمولیت کی دعوت دی گئی۔ تاکہ سب عیسائی مل کر افریقہ کو عیسائیت کے لئے فتح کرنے کا ایک متحدہ پروگرام بنائیں۔ یہ کانفرنس نہایت اعلیٰ پیمانے پر یہاں کے مکریرے یونیورسٹی کالج کے وسیع ہال میں تقریباً دو ہفتہ تک ہوتی رہی اور اس کے لئے ایک خاص سکرٹریٹ مقرر کی گئی جو روزانہ اس کانفرنس کی کارروائی اخبارات کو بھیجتی رہی۔ کانفرنس چونکہ پبلک نہ تھی اس لئے اس میں شمولیت مشکل تھی بہرحال اس کے ایک دو اجلاسوں میں پبلک کے نمائندے بھی ٹکٹ لے کر جا سکتے تھے۔ چنانچہ میں نے اس میں شمولیت کے لئے اپنا اور حکیم محمد ابراہیم صاحب کا ٹکٹ لیا اور اس کے ایک اجلاس میں شرکت کی۔ یہ درست ہے کہ بظاہر اس کانفرنس کی کامیابی میں کوئی شک وشبہ نظر نہ آتا تھا لیکن جس مقصد کے لئے یہ کانفرنس بلائی گئی تھی کہ سب چرچ مل کر عیسائیت کو افریقہ میں پھیلانے کا ایک متحدہ پروگرام بنائیں۔ غور سے دیکھئے تو اس میں یہ کانفرنس بُری طرح ناکام نظر آ رہی تھی۔ کیونکہ اس کانفرنس میں کیتھولک چرچ نے جو افریقہ کی ساری آبادی کا ½ ہے بحیثیت ممبر شریک ہونے سے بالکل انکار کر دیا۔ اسی طرح S.D.A مشن والوں نے بھی اس میں بطور ممبر شرکت نہ کی۔ البتہ ان ہر دو چرچوں نے اپنے آبزرور بھجوا دیئے۔ پھر اس کانفرنس میں خود عیسائی لیڈروں نے اپنے مذاہب پر جی بھر کر تنقید کی اور عیسائیت کو استعمار کا آلۂ کار بتایا گیا۔ جنوبی افریقہ کے نمائندہ نے کہا کہ جنوبی افریقہ میں عیسائیت پھیلانے والا ہاتھ کسی پادری یا مشنری کا ہاتھ نہیں تھا۔ بلکہ یہ استعمار کے نمائندوں یعنی ظالموں اور تاجروں کا خون آلود ہاتھ تھا۔

تھا۔ نائیجیریا کے ایک عیسائی کالج کے پرنسپل نے کہا کہ کتب مقدسہ میں تعدد ازدواج سے امتناع کا ہرگز کوئی حکم موجود نہیں ہے یہ یورپی عیسائیت کی اپنی اصطلاح ہے۔ اس لئے چرچ اس خود ساختہ حکم کو منسوخ کرے ایک اور نمائندہ نے یہ کہا کہ ہمیں یورپی عیسائیت کی بجائے افریقی عیسائیت کی ضرورت ہے۔

جس روز یہ کانفرنس شروع ہوئی عین اسی روز یہاں کے مشہور اخبار یوگنڈا آرگس میں خطوط کے کالم میں پہلے نمبر پر میرا ایک خط شائع ہوا جس میں میں نے آرچ بشپ آف کنٹربری کے اس بیان پر ایک کڑی تنقید کی تھی کہ اسلام اگرچہ افریقہ میں ترقی کر رہا ہے لیکن اسے یہ ترقی مشرکوں میں پھیلنے سے ہو رہی ہے۔ اور عیسائیت کو اس سے کوئی نقصان نہیں ہے۔ میں نے مشہور عالم رسالہ لائف کے حوالہ سے ثابت کیا کہ اسلام افریقہ میں عیسائیت کی نسبت دس گنا ترقی کر رہا ہے اور آرچ بشپ صاحب نے محض عیسائیوں کو خوش کرنے کے لئے اس قسم کا بیان دیا ہے جس پر منجملہ کی ایک یورپین عورت نے اس اخبار کے ایڈیٹر کو ایک طویل مراسلہ لکھ کر اپنے دل کی بھڑاس نکالی۔

اسی طرح پر ایک موقعہ پر میں نے ایک مضمون "Crescent ... ..." لکھ کر یہاں کے ایک اور اخبار یوگنڈا نیشن کو بھیجا۔ لیکن اس نے بوجہ تعصب کے اسے شائع نہ کیا۔ اس لئے بعد ازاں ہم نے یہ مضمون اپنے اخبار "ایسٹ افریقن ٹائمز" میں شائع کروا دیا۔ اور حقائق کی روشنی میں یہ ثابت کیا کہ افریقہ میں عیسائیت اب اپنے آخری دموں پر ہے۔ اس کانفرنس کے موقعہ پر میرا ایک پمفلٹ بھی شائع ہو کر نیروبی سے آ گیا اس کا عنوان تھا

Wake up Christians

اس پمفلٹ میں تثلیث کی بادلائل تردید کی گئی تھی۔ اور ہم نے اسے کافی تعداد میں کمپالہ میں تقسیم کیا۔ اور بعض دوسرے شہروں میں بھی بعض دوستوں کو بذریعہ ڈاک بھجوا کر تقسیم کروایا۔ چونکہ اس اشتہار کا کوئی معقول جواب عیسائیوں کے پاس نہ تھا اس لئے کیتھولک مشن والوں نے مل کر ہم سب مبلغین کے ایڈریس اس پمفلٹ سے لے کر ہم میں سے ہر ایک کو گالیوں سے بھرا ہوا ایک مطبوعہ دو ورقہ بذریعہ ڈاک بھجوایا۔ اس کانفرنس میں شریک ہونے والے*

یادگیریں تبلیغی مساعی

بقیہ صفحہ

صاحب نے اپنے مخالفوں کے حق میں بد دعائیں کی ہیں۔ مولانا موصوف نے حدیث بخاری سے کئی احادیث پیش کیں۔ جن میں آنحضرت صلعم نے صحابہؓ کے لئے دعائیں اور اپنے مخالفین کے لئے بد دعائیں کی تھیں۔ آپ نے بتایا کہ خدا تعالےٰ کے انبیاء انتہائی صورت میں اپنے مخالفین کے لئے ہی بد دعائیں کرتے ہیں۔ اگر حضرت مرزا صاحب نے بد دعائیں کی ہیں تو یہ بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہے

پانچواں جلسہ مورخہ ۱۰ر اگست ۶۳ء محلہ مسلم پورہ میں بمکان مکرم غلام حسین صاحب موذن جلسہ ہوا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی نے غیر احمدی مولوی صاحب کے اعتراضات کا جواب دیا۔ اور بتایا کہ علماء کرام جماعت احمدیہ کو کیوں بُرا کہتے ہیں کیونکہ غیر احمدی علماء کرام خدا تعالےٰ کے انبیاء پر کسی قسم کے اعتراضات غلط کرتے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ خدا تعالےٰ کے انبیاء کو معصوم سمجھتی ہے۔ جلسہ رات ۹ بجے شروع ہو کر رات قریباً ۱۱ بجے تک ختم ہوا۔

چھٹا جلسہ ۱۱ر اگست بمحلہ مسلم پورہ میں جلسہ ہوا۔ یہ جلسہ پروگرام کے لحاظ سے آخری تھا۔ مولانا موصوف نے قرآن کریم اور احادیث سے حضرت مسیح ناصری کی وفات اور صداقت مسیح موعودؑ کو واضح اور ٹھوس رنگ میں پیش کیا۔ آخر پر آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی جو احمدیت کی ترقی کے متعلق تھی پڑھ کر سنائی۔

آخر میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام و درویشان قادیان و بزرگان سلسلہ سے دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ہماری تائید و نصرت فرمائے اور ہماری کوششوں کے نیک نتائج پیدا کرے۔ آمین۔

---

* دو عیسائی نمائندے ہماری مسجد میں بھی آئے ان میں سے ایک تو مڈغاسکر کے دار الحکومت کا میئر تھا جسے میں اور حکیم محمد ابراہیم صاحب نے اپنی مسجد دکھائی۔ اور زبانی تبلیغ کے علاوہ اسے اپنا انگریزی اور فرنچ لٹریچر پڑھنے کے لئے دیا۔ دوسرا نمائندہ حکومت لائبیریا کا فنانشل ایڈوائزر تھا۔ اور وہاں سے وہ ہمارے مبلغ مبارک احمد صاحب ساقی کی تعارفی چٹھی بھی میرے نام لایا تھا۔ چنانچہ اسے سلسلہ کا لٹریچر دیا گیا۔

ادائیگی بقایاجات کی اہمیت

از ارشادات سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

یکم مئی سے نیا مالی سال شروع ہو کر اب چار ماہ گذر گئے ہیں۔ ہندوستان کی اکثر جماعتوں نے ابھی تک اپنے گذشتہ سال کے بجٹ کو سو فی صدی پورا نہیں کیا۔ اور نہ ہی موجودہ مالی سال کے چار ماہ کی آمد نسبتی بجٹ کے مطابق ہو رہی ہے۔ حالانکہ اپنا بجٹ سو فی صدی پورا کرنا ہر فرد اور جماعت کا فرض ہے اور اس بارہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تاکید کرتے ہوئے تنبیہہ فرماتے ہیں۔

"یاد رکھنا چاہیئے۔ بجٹ کو پورا کرنا مجھ پر احسان نہیں نہ سلسلہ پر احسان ہے نہ خدا پر احسان۔ جو خدا کے دین کی خدمت کے لئے کچھ دیتا ہے وہ خدا تعالیٰ سے سودا کرتا ہے اور اس سودے کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے خدا کے نزدیک جوابدہ ہے اور جس قدر کمی رہتی ہے وہ اس کے نام بقایا ہے اگر وہ اس دنیا میں ادا نہیں کرتا تو جب خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہوگا خدا تعالیٰ فرمائے گا۔ جاؤ جہنم میں بقایا ادا کر کے آؤ۔"

بعض احباب مالی مشکلات۔ اخراجات کی زیادتی۔ مہنگائی۔ قحط سالی کا عذر کرتے ہیں۔ ایسے احباب کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا مندرجہ ذیل ارشاد ہر وقت اپنے پیش نظر رکھنا چاہیئے حضور فرماتے ہیں:-

"میں ان دوستوں کو جن کے ذمہ بقائے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کر دیں۔ وہ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ اس وقت مشکلات زیادہ ہیں یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے۔"

پھر امسال مجلس مشاورت کے موقعہ پر جو ارشاد حضور ایدہ اللہ نے ارسال فرمایا اس میں بھی حضور فرماتے ہیں:-

"جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ ہمارے بجٹ میں کمی بڑا دخل ان نادہندوں کا ہے جو سلسلہ میں شامل ہونے کے باوجود اخلاص کی کمی کی وجہ سے مالی قربانیوں میں حصہ نہیں لیتے اس طرح وہ لوگ جو مقررہ شرح کے مطابق چندہ نہیں دیتے یا بقایوں کی ادائیگی میں سستی سے کام لیتے ہیں ان کی عدم ادائیگی کی وجہ سے بھی سلسلہ کے لئے نقصان کا موجب ہو رہی ہے پس میں تمام امراء سیکرٹریان جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ انہیں مدد مالی اور تربیتی اصلاح کے سلسلہ نادہندوں اور شرح سے کم چندہ دینے والوں کے بارہ میں اپنی ذمہ داری سمجھنی چاہیئے تاکہ ان میں بھی قربانی کا جذبہ پیدا ہو اور وہ بھی اپنے دوسرے بھائیوں کے قدم بقدم اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے ثواب میں شریک ہو سکیں۔"

اس زمانہ میں جس عظیم مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کی بنیاد رکھی اس کا تصور کرتے ہوئے اگر ہم میں سے ہر ایک احمدی دوست اپنے فرائض کا کماحقہٗ احساس کر کے اپنا اپنا محاسبہ کرے اور جماعت کے عہدیداران بھی ادا یا داروں اور بے شرح اور نادہندہ دوستوں کی اصلاح و تربیت کے لئے کمربستہ رہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ جماعتی چندوں کی پوزیشن نمایاں طور پر بہتر نہ ہو جائے اور سلسلہ کے بہت سے کام جن کی سرانجام دہی میں کمی آمد کی وجہ سے مشکلات پیش آ رہی ہیں ان کا ازالہ نہ ہو سکے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ بالا ارشادات کی تعمیل میں ہم اپنی قربانیوں کے معیار کو بہت بلند کر دیں اور ہر جماعت کے عہدیداران بقایا دار بے شرح اور نادہندہ افراد کی اصلاح کی طرف خاص طور پر متوجہ ہوں۔ اس سے جہاں سلسلہ کی مشکلات دور ہوں گی وہاں اللہ تعالیٰ قربانی کرنے والے احباب جماعت کی مشکلات کو بھی اپنے فضل سے دور فرمائے گا۔

امید ہے جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے امراء و صدر صاحبان سیکرٹریان مال اور مبلغین کرام اپنے اپنے حلقہ کی چندوں کی پوزیشن کو بہتر بنانے کے لئے خاص طور کوشش و جدوجہد کر کے عند اللہ ماجور ہونگے اور ایسے افراد جو باوجود پوری کوشش اور تحریک کے اپنی حالت پر مصر ہیں اور ادائیگی چندہ سے گریز کریں ان کے متعلق تعین اور رپورٹ مجلس عاملہ کے توسط سے نظارت ہذا میں بھجوائی جائے تاکہ مزید اصلاحی کارروائی کی جا سکے۔

آنریبل وزیر تعلیم (جموں و کشمیر) آسنور میں

آسنور ۲۷ اگست۔ آج آنریبل جناب غلام محمد صادق وزیر تعلیم حکومت جموں و کشمیر موضع آسنور کے سنٹرل سکول کے معائنے کے لئے تشریف لائے۔ تمام جماعت احمدیہ آسنور نے جناب صادق صاحب کا پُر جوش خیر مقدم کیا۔ موضع آسنور کو محرابوں اور رنگ برنگی ڈیکوریشنوں سے سجایا گیا تھا۔ خدام الاحمدیہ آسنور اور انصار اللہ آسنور نے سڑکوں وغیرہ کو وقار عمل کے ذریعہ درست کر کے رکھا تھا عزت مآب صادق صاحب آسنور کی موجودہ تعلیمی ترقی دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ مولانا مولوی عبد الواحد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ آسنور نے صادق صاحب کی خدمت میں ایک سپاسنامہ پیش کیا۔ جس میں علاوہ دیگر گذارشات کے سنٹرل سکول آسنور کو مڈل کے درجہ تک ترقی دینے کی درخواست تھی۔ آنریبل منسٹر نے سکول کو موقعہ پر ہی ایک جنیٹر۔ سکول سامان کے لئے مبلغ دو سو روپے اور سکول عمارت کے کرایہ کو مبلغ ۲۰/۔ روپے تک بڑھانے کا وعدہ فرمایا۔ بچوں نے قومی گیت گائے۔ وزیر موصوف نے گاؤں کے دیگر مطالبات کو پورا کرنے کا بھی وعدہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس دورے کو گاؤں کی دیرینہ پسماندگی کے دور کرنے کا باعث بنائے۔

وزیر موصوف کے ساتھ ان کے پرائیویٹ سیکرٹری جناب غلام حسن خان ایم۔ ایل۔ اے عبد العزیز صاحب زرگر ایم۔ ایل۔ اے۔ جناب اسد اللہ خان صاحب ایم۔ ایل۔ سی (احمدی آف یاڑی پورہ) ڈپٹی کمشنر اسلام آباد۔ تحصیلدار صاحب ڈائریکٹر صاحب آف ایجوکیشن جناب مختار صاحب۔ محترم نثار صاحب ڈی۔ آئی اور محترم ناستی صاحب تحصیل ایجوکیشن آفیسر کولگام بھی تشریف لائے تھے۔

خاکسار

سید احمد ڈار جنرل سیکرٹری صوبائی جماعت ہائے احمدیہ کشمیر

شکرانہ فنڈ

انسان کا خاصہ ہے کہ وہ مختلف خوشی کی تقاریب پر مثلاً نکاح کے موقعہ پر شادی پر، بچہ کی پیدائش پر، مکان کی تعمیر پر، امتحان میں کامیاب ہونے پر، حادثات سے محفوظ رہنے پر دکھوں سے نجات پانے کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ کے حضور شکرانہ کے طور پر کچھ نہ کچھ نذرانہ پیش کرتا ہے

احباب جماعت ایسے مواقع پر محاسب صاحب قادیان کے نام "شکرانہ فنڈ" میں کچھ نہ کچھ بھجوا کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنیں۔

ناظر بیت المال قادیان

دعائے مغفرت

(۱) میری اہلیہ مسماۃ صدیقہ بیگم عین عالم جوانی میں بعمر ۲۰ سال مورخہ ۲۶؍۶۲ کو وفات پا گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ اپنے پیچھے ایک تین سالہ لڑکا اور سات ماہ کی لڑکی اپنی یادگار چھوڑ گئی۔ مرحومہ کے حسن اخلاق اور نیک سیرت کے باعث بوقت وفات اپنے اور بیگانے چشم پُر آب تھے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے قرب میں جگہ دے۔ والد صاحب نے تو اس صدمہ کو نسبتاً زیادہ محسوس کیا ہے اس لئے اُن کے لئے بالخصوص اور دیگر پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے اور مرحومہ کے ہر دو بچوں کا حافظ و ناصر ہو۔

خاکسار محمد بشیر ولد محمد ابراہیم آف پٹھانہ تیر لورچھ

(۲) صدر خورشیدہ اکبر خاکسار کی دادی اماں (میرے والد صاحب کی والدہ محترمہ) انتقال فرما گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ چونکہ یہاں احمدیوں کا صرف ایک ہی گھر ہے اسلئے احباب جماعت سے مرحومہ کے نماز جنازہ غائب ادا کرنے اور دعائے مغفرت کی استدعا ہے۔

خاکسار محمد اعظم منگل چیئر فیلڈ محبوب نگر آندھرا

جو کمیٹیں مؤثر قدم اٹھایا جائے گا اللہ تعالیٰ جملہ احباب کو عملی طور پر اپنا دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ناظر بیت المال قادیان